Postal Reg. No: PB/1023/2000

1504
Mr.Er.M.Salam Sb
Chief Project Manager
R.E.C.Project Office
Padam Dev Commerical Complex
Phase -II The Ridge
SHIMLA-171001 (H.P)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 49 — شمارہ 29

ہفت روزہ **بدر** قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

17 ربیع الثانی 1421 ہجری 20 وفا 1379 ہش 20 جولائی 2000ء

ایک قرآنی دعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ال عمران:۹)

اے ہمارے رب! تو ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت (کے سامان) عطا کر یقیناً تو بہت ہی عطا کرنے والا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انڈونیشیا کے دورہ پر

واللہ خیــــر حافــظاً

جکارتہ ۸/ جولائی (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔

ان دنوں حضور انور انڈونیشیا کے دورہ پر ہیں حضور انور اب تک انڈونیشیا سے تین خطبات جمعہ ارشاد فرما چکے ہیں کل کے خطبہ جمعہ میں جو جکارتہ سے ہندوستانی وقت کے مطابق ٹھیک ۱۱ بجے صبح براہ راست نشر ہوا حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی دعاؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی برکات بیان فرمائیں۔ حضور پر نور نے اپنے خطبہ جمعہ میں انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہاں کثرت سے لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور جماعت بفضلہ تعالیٰ روز بروز ترقی کر رہی ہے۔

احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر سفر و حضر میں خصوصی حفاظت اور دورہ کی عظیم الشان کامیابیوں اور بخیریت مراجعت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔

اللهم ايد امامنا بروح القدس ومتعنا بطول حياته وبارك لنا فى عمره وامره۔

رمضان المبارک ۱۹۹۹ء ۲۰۰۰ میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے درس القرآن کا خلاصہ

عبادت کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور یا یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے

(درس القرآن مورخہ ۴ جنوری تا ۶ جنوری ۲۰۰۰ء (دسویں قسط)

درس قرآن کریم ۴/ جنوری ۲۰۰۰ء۔ (سورۃ الاعراف آیت ۲۸ تا ۵۳)

آیت نمبر ۲۸: "يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ .... الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ 'اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ' کے متعلق علامہ ابو عبداللہ القرطبی فرماتے ہیں کہ اس سے اس کے لشکر مراد ہیں۔ ابن زید کہتے ہیں کہ اس سے مراد اس کی نسل ہے اور ایک اور قول یہ ہے کہ اس کی قوم مراد ہے۔

مجاہد نے اس کے معنی "جماعت در جماعت" کئے ہیں۔ (مفردات امام راغبؒ)۔ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا 'علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ یہاں لباس سے مراد تقویٰ ہے۔ سَوْاٰتِهِمَا سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے کمزوری مراد لی ہے۔ اس آیت کے متعلق حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ شیطان کی طرف سے جنت سے نکالنے اور فتنہ میں ڈالنے کی کوشش تو ہر شریعت کے نزول کے وقت ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ متنبہ فرماتا ہے کہ جیسے آدم اور حوا کا لباس شیطان چھین رہا تھا اسی طرح تمہارا بھی نہ چھین لے۔ ہر مرتبہ شیطان شریعت سے نکال کر غیر شریعت کی طرف لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں تک اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ "یقیناً وہ (شیطان) اور اس کے غول تمہیں دیکھ رہے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے"۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ شیطان انسان کے اندر بیٹھا ہوا ہے اور ہر وقت وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔

آیت نمبر ۲۹: "وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ علامہ قرطبی نے تحریر فرمایا ہے کہ "اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہاں اَلْفَاحِشَةَ سے مراد مشرکین کا ننگے بدن بیت اللہ کا طواف کرنا ہے"۔ لیکن اس طرح فَاحِشَةً کے معانی کو محدود کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ درست نہیں۔ دراصل فاحشۃ سے ایسی بیماریاں مراد ہیں جو چھوت چھات کی طرح پھیلتی رہتی ہیں۔ فَاحِشَةً کے بارہ میں میں نے جو تحقیق کی ہے اس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ اس سے مراد لمبی بیماریاں اور برائیاں ہیں جو آگے ہی آگے پھیلتی چلی جاتی ہیں۔

آیت نمبر ۳۰: "قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کی بہترین تفسیر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائی ہے جو ہر لحاظ سے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ ایک شخص کے سوال کرنے پر کہ نماز میں کھڑے ہو کر اللہ جل شانہ کا کس طرح کا نقشہ پیش نظر ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ "موٹی بات ہے قرآن شریف میں لکھا ہے اُدْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (اعراف ۳۰) اخلاص سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنا چاہئے اور اس کے احسانوں کا بہت مطالعہ کرنا چاہئے۔ چاہئے کہ اخلاص ہو، احسان ہو اور اس کی طرف ایسا رجوع ہو کہ بس وہی ایک رب اور حقیقی کارساز ہے۔ عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور یا یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اسی کی عظمت اور اسی کی ربوبیت کا خیال

باقی اگلے صفحہ ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

بقیہ:درس القرآن ازصفحہ اول

رکھے۔ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خداسے بہت مانگے اور بہت توبہ واستغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تاکہ تزکیۂ نفس ہو جاوے اور خدا سے سچا تعلق ہو جاوے۔اور اسی کی محبت میں محو ہو جاوے"۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۸ مورخہ ۲۴/اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱)

آیت نمبر ۳۱:" فَرِيقاً هَدٰى وَفَرِيقاً حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ.........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بلاوجہ کسی کو ہدایت نہیں دیتا اور نہ کسی کو بلاوجہ گمراہ کرتا ہے۔پس جو ہدایت کی طرف جھکا ہوا ہو اسے خدا ہدایت دیتا ہے اور جو گمراہی کی طرف جھکے ہوتے ہیں وہ گمراہ ہو جاتے ہیں۔

آیت نمبر ۳۲:" يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ .... الخ"۔ الزِّيْنَة کے متعلق علامہ محمود بن عمر الزمخشری فرماتے ہیں کہ اس کے کئی معنی ہیں۔"زینت کا ایک مطلب کنگھی، دوسرا مطلب خوشبو ہے اور سنت یہ ہے کہ آدمی نماز کے لئے مسجد میں اپنی بہترین شکل وصورت اور حلیہ و لباس لے کر جائے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر مسجد میں اپنی زینت ساتھ لے کر جانے سے مراد یہ ہے کہ مسجد میں اچھے کپڑے پہننے اور خوشبو وغیرہ لگانے کی تعلیم دی گئی ہے۔مسجد میں ایسی چیز کھا کر نہیں جانا چاہئے جس سے بو آتی ہو اور دوسرے نمازیوں کے لئے تکلیف کا باعث ہو۔حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ یعنی اپنی زینت ساتھ لے جانے کا ارشاد ہے حالانکہ زینت تو مسجد سے ملتی ہے۔یہ دراصل اس لئے ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہیں بھی مسجد سے زینت مل سکے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حفظان صحت کے دو اصول بتائے ہیں۔ایک یہ کہ زینت کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے اور دوسرے یہ کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا کہ کھاؤ بھی اور پیو بھی لیکن اعتدال میں رہو۔میانہ روی اختیار کرو۔آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جب ابھی بھوک باقی ہو تو ہاتھ کھانے سے کھینچ لینا چاہئے۔جاننا چاہئے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ابھی تم بھوکے ہی ہو تو کھانا ختم کر دیا کرو بلکہ مراد یہ ہے کہ بھوک ختم ہوتے ہی ہاتھ روک لو۔اب سائنس دانوں نے بھی یہ ثابت کیا ہے کہ جب ہضم ہونے کا عمل شروع ہوتا ہے تو پھر پتہ چلتا ہے کہ پیٹ بھر چکا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "یہ خدا تعالیٰ کا ان (عرب لوگوں۔ناقل) پر اور تمام دنیا پر احسان تھا کہ حفظان صحت کے قواعد مقرر فرمائے۔یہاں تک کہ یہ بھی فرمادیا کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا یعنی بے شک کھاؤ پیو مگر کھانے پینے میں بیجا طور پر کوئی زیادت کیفیت یا کمیت کی مت کرو"۔

(ایام الصلح ، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۲)

آیت نمبر ۳۳:" قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ......... الخ"۔علامہ رازی فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ اور بہت سے دوسرے مفسرین کا قول ہے کہ یہاں پر زینت سے تمام اقسامِ زینت مراد ہیں اور اس کے تحت ہر اعتبار سے بدن کی صفائی بھی داخل ہے۔سواری کے جانور کی زینت بھی اس میں داخل ہے۔زیور کی تمام قسمیں بھی اس میں شامل ہیں کیونکہ یہ تمام امور زینت میں شمار ہوتے ہیں۔

اسی طرح علامہ شہاب الدین آلوسی "روح المعانی" میں فرماتے ہیں کہ "فقہاء نے آنحضرتؐ کے اس ارشاد کو زینت اختیار کرنے کے بارہ میں بطور نص لیا ہے کہ " اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَنْعَمَ عَلٰى عَبْدٍ اَحَبَّ اَنْ يُّرٰى اَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلَيْهِ " کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جب اپنے بندہ پر کوئی نعمت نازل فرماتا ہے تو یہ بھی پسند کرتا ہے کہ اس پر اس کا اثر بھی نظر آئے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت میں مسجد میں زینت لے جانے کا ذکر نہیں ہو رہا بلکہ سواریوں وغیرہ کے بارہ میں ذکر ہے کہ انہیں بھی زینت دیا کرو۔آنحضورؐ کی سواریوں کو بھی زینت دی جاتی تھی۔اسی طرح آج کل کی اچھی اور خوبصورت کاریں اور سواریاں بھی اسی حکم کے تابع آتی ہیں۔آنحضورؐ کے بارہ میں آتا ہے کہ آپ کو بہت خوبصورت جُبّے بھی آیا کرتے تھے جنہیں آپؐ کبھی کبھار پہنا بھی کرتے تھے۔زیادہ اس لئے نہیں پہن سکتے تھے کہ لوگ مانگ لیا کرتے تھے۔بعض ایسے جبے بھی ہوتے تھے کہ آنحضورؐ جب پہنتے تو صحابہ سوچا کرتے تھے کہ آپ اتنے خوبصورت لگتے تھے کہ چاند زیادہ خوبصورت ہے یا آنحضورؐ؟

آیت نمبر ۳۴:" قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ......... الخ"۔مفردات امام راغب میں اَلْفُحْشُ وَالْفَحْشَاءُ وَالْفَاحِشَةُ کے بارہ میں ہے کہ یہ "اس قول یا فعل کو کہتے ہیں جو قباحت میں حد سے بڑھا ہوا ہو اور بہت زیادہ فحش کلامی کرنے والے کو مُتَفَحِّش کہا جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضورؐ نے فحشاء کے تحت ہر قسم کی بیماری اور برائی کو بہت کھول کر بیان فرما دیا ہے جن کا تعلق آئندہ زمانوں سے بھی ہے،ان کے بارہ میں بھی تفصیل سے بیان فرمایا ہے نیز ان سے بچنے کے طریق بھی بتائے ہیں۔اگر ان کا صحیح مطالعہ کر لیا جائے تو پھر کسی مزید تفصیل کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "خدا نے ظاہری اور اندرونی گناہ دونوں حرام کر دئے ہیں۔اب میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ عمدہ تعلیم بھی انجیل میں موجود نہیں کہ تمام عضووں کے گناہوں کا ذکر کیا ہو اور عزیمت اور خطرات میں فرق کیا ہو۔اور ممکن نہ تھا کہ انجیل میں یہ تعلیم ہو سکتی کیونکہ یہ تعلیم نہایت لطیف اور حکیمانہ اصولوں پر مبنی ہے"۔(نور القرآن نمبر ۲ . روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۲۸)

آیت نمبر ۳۵:" وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ.........الخ"۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ سے سنت چلی آ رہی ہے کہ بڑی بڑی قومیں بھی جو عروج حاصل کر چکی ہوتی ہیں آخر نیچے گرتی ہیں۔اب بھی یہی ہوگا۔جو قومیں اپنے آپ کو بہت ترقی یافتہ سمجھتی ہیں وہ بہر حال گر کر رہیں گی۔اسی کے بارہ میں خدا تعالیٰ اس آیت میں ذکر فرماتا ہے۔

آیت نمبر ۳۶:" يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ .... الخ"۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "یہاں فرمایا ہے کہ ابھی رسول آنے ہیں۔اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہاں مضارع پر اِمَّا کا لفظ آیا ہے اس لئے ضروری نہیں کہ ایسا فعل وقوع میں آوے۔مگر اس کے لئے یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے پہلے اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى کے الفاظ آچکے ہیں۔ان میں مضارع بھی موجود ہے اور اِمَّا کا لفظ بھی اور وہ یقینی الوقوع امر کے لئے کہا۔اور ہدایت کے متعلق بھی کسی کو شک ہو سکتا ہے؟"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جب ہدایت آتی رہتی ہے تو پتہ چلا کہ یہاں اس آیت کے بھی یہی معنی ہیں کہ "جب کبھی تمہارے پاس رسول آئیں"۔

آیت نمبر ۳۷:" وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا......... الخ"۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہئے کہ حق کو ہمیشہ تکبر کی وجہ سے ہی جھٹلایا جاتا ہے۔شیطان جو گمراہ ہوا وہ بھی اپنے تکبر کی وجہ سے ہوا۔اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے عجز وانکساری پر بہت زور دیا ہے کہ اس سے بہت سی بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔

آیت نمبر ۳۸:"فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ......... الخ"۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں۔ایک خدا پر افتراء کرنے والا،دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷)

پھر فرماتے ہیں "ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہے۔اس پر قرینہ یہ ہے کہ مفتری کے مقابل پر مکذب کتاب اللہ کا ظالم ٹھہرایا ہے اور بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷ حاشیہ)

آیت نمبر ۴۱:"اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا......... الخ"۔حضور نے فرمایا کہ مفردات امام راغب میں ہے السَّمُّ کے معنی تنگ سوراخ کے ہیں جیسے سوئی کا ناکہ یا ناک اور کان کا سوراخ ہوتا ہے۔اس کی جمع سُمُوْمٌ آتی ہے۔...... السَّمُّ زہر قاتل کو کہتے ہیں کیونکہ یہ اپنی لطیف تاثیر کی وجہ سے بدن کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔السُّمُوْمُ گرم ہوا جو زہر کی طرح بدن کے اندر سرایت کر جاتی ہے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "ایک اور طرح آنا جانا روحوں کا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ کہ بدکاروں کی روحوں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے اور پھر وہ زمین کی طرف ردّ کئے جاتے ہیں۔قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ"۔

(ست بچن، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۸ حاشیہ)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بدروحوں کو زمین کی طرف رد کیا جاتا ہے تو کیا وہ روحیں زمین پر بھٹکتی پھریں گی؟ یاد رکھنا چاہئے یہ تصور کہ بدروحیں اس دنیا میں بھٹکتی پھرتی ہیں،غلط ہے۔بدروحیں اپنے رفع کے لئے بھٹکتی پھرتی ہیں ورنہ اس دنیا میں نہیں بھٹکتی پھرتیں۔اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ کلیہ بیان فرمادیا ہے کہ جو ہلاک ہو جاتا ہے وہ اس دنیا میں واپس نہیں آتا۔

"وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ" کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "یعنی کفار جنت میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں سے نہ گزر جائے۔مفسرین اس کا مطلب ظاہری طور پر لیتے ہیں مگر میں یہی کہتا ہوں کہ نجات کے طلبگار کو خدا تعالیٰ کی راہ میں نفس کے شتر بے مہار کو مجاہدات سے ایسا دبلا کر دینا چاہئے کہ وہ سوئی کے ناکہ میں سے گزر جائے۔جب تک نفس دنیوی لذائذ و شہوانی حظوظ سے موٹا ہوا ہوا ہے تب تک یہ شریعت کے پاک راہ سے گزر کر بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا۔دنیوی لذائذ پر موت وارد کرو اور خوف و خشیت الٰہی سے دبلے ہو جاؤ تب تم گزر سکو گے اور یہی گزرنا تمہیں جنت میں پہنچا کر نجات اخروی کا موجب ہوگا"۔(الحکم جلد ۷ نمبر ۲۰. ۳۱/مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴)

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "خدا کی طرف جانے کا نام رفع ہے اور شیطان کی طرف جانے کا نام لعنت ہے"۔(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۰۸،۱۰۹)

آیت ۴۴:"وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ .... الخ"۔امام راغبؒ غِلّ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ اس کے معنی "(کینہ و پوشیدہ) دشمنی کے ہیں ...... غَلَّ يَغِلُّ کسی کے متعلق دل میں کینہ رکھنا اور اَلْغُلُوْلُ کے معنی ہیں۔خیانت کرنا اور یہ غَلَّ يَغُلُّ سے ہے"۔

حضرت مسیح موعودؑ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ ...... کے متعلق فرماتے ہیں "یہ تو شیعوں کا مذہب ہے کہ صحابہؓ کے درمیان آپس میں ایسی سخت دشمنی تھی،یہ غلط ہے۔اللہ تعالیٰ آپ اس کی تردید کرتا ہے کہ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ برادریوں کے درمیان آپس میں دشمنیاں ہوا کرتی ہیں۔مگر شادی،مرگ کے وقت وہ سب ایک ہو جاتے ہیں۔اخیار میں خونی دشمنی کبھی نہیں ہوتی"۔(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۷/مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۸)

آیت نمبر ۴۶:" اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

باقی صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متفرق دعاؤں کا تذکرہ

آپؐ کی یہ دعائیں دراصل امت کے لئے بطور نصیحت تھیں

دعا اور اس کی قبولیت کے زمانہ کے درمیان آنے والے ابتلاؤں سے گھبرانا نہیں چاہئے اور بے صبری اور بے قراری سے اپنے اللہ پر بدظن نہیں ہونا چاہئے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز -
فرمودہ ۱۹/ مئی ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۹/ ہجرت ۱۳۷۹ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين- إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-
﴿هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾.

(سورۃ المومن آیت ۲۲)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

یہ وہی دعاؤں کا سلسلہ ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے لئے اور امت کے لئے ہمیشہ مانگیں اور ہمیں بھی وہ دعائیں مانگنے کی تلقین فرمائی۔ سب سے پہلے میں اسم اعظم کے مضمون پر ان حدیثوں کی روشنی میں کچھ گفتگو کرتا ہوں۔ اسم اعظم کے متعلق مختلف روایات مشہور ہیں کہ یہ اسم اعظم ہے یا وہ اسم اعظم ہے لیکن جب میں نے آنحضور ﷺ کی احادیث پر غور کیا ہے تو اصل اسم اعظم اللہ کی توحید کا اقرار ہی ہے اور سب کا ہر بات، کا خلاصہ یہی بنتا ہے۔ کہ وہی اسم اعظم ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ چنانچہ مختلف وقتوں میں مختلف اسم اعظم قرار دینے کی جو حدیثیں ملتی ہیں ان میں سے سب سے پہلے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث بیان کرتا ہوں جو سنن ترمذی سے لی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ مسجد میں داخل ہوئے جبکہ ایک شخص نماز سے فارغ ہوا تھا اور دعا کر رہا تھا اور اپنی دعا میں یہ کہہ رہا تھا: اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بہت احسان کرنے والا ہے، تو زمین اور آسمان کو بغیر کسی سابق نمونہ کے پیدا کرنے والا ہے، تُو صاحب جلال واکرام ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کس واسطہ سے اللہ سے دعا کی ہے اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے واسطہ سے دعا کی ہے جس کے ذریعہ سے اگر اللہ سے دعا کی جائے تو اللہ قبول فرماتا ہے اور اس کے ذریعہ سے اگر اس سے کوئی چیز مانگی جائے تو اللہ عطا فرماتا ہے۔ (سنن ترمذی کتاب الدعوات) اس کا جو پہلا حصہ ہے، اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں باقی حدیثوں سے بھی یہی پتہ چلے گا کہ دراصل توحید کا اقرار ہی اسم اعظم ہے۔

ایک روایت ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کا اسم اعظم مندرجہ ذیل دو آیات میں مذکور ہے وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔ اور سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیات الٓمّٓ. اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔

اسی طرح ایک روایت سنن ترمذی سے عَبْدُ اللهِ بِن بُرَيْدَه الْاَسْلَمِيّ سے مروی ہے۔ عبد اللہ بن بریدہ الاسلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضور ﷺ نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا: ”اے اللہ میں تیرے حضور عرض کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو واحد ہے اور صمد ہے جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ کسی نے اس کو جنا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں اور وہ ایک ہے، کہتے ہیں کہ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم اس نے اللہ کے اس اسم اعظم کے حوالہ سے دعا کی ہے جس کے ذریعہ اگر اللہ سے دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ اگر مانگا جائے تو دیا جاتا ہے۔ (سنن ترمذی کتاب الدعوات)

ابن ماجہ سے ایک حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اے اللہ میں تجھ سے تیرے طاہر، طیب بابرکت نام سے جو تجھے بہت محبوب ہے کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں۔ اس نام کا واسطہ دے کر تجھ سے جو دعا کی جائے تو تُو قبول فرماتا ہے۔ اور اگر اس نام کا واسطہ دے کر تجھ سے مانگا جائے تو تو عطا کرتا ہے اور اگر اس کا واسطہ دے کر تجھ سے تیرا رحم طلب کیا جائے تو رحم فرماتا ہے۔ اور اگر اس کے ذریعہ تجھ سے کشائش طلب کی جائے تو کشائش عطا فرماتا ہے“۔ (سنن ابن ماجه كتاب الدعا، باب اسم الله الأعظم)۔ یہاں نام کا ذکر نہیں آیا مگر وہ اس میں مضمر ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے طاہر، طیب بابرکت نام سے جو تجھے بہت محبوب ہے کا واسطہ دے کر تجھ سے مانگتا ہوں۔ یہ نام اللہ ہی ہے۔

ایک اور روایت ترمذی کتاب الدعوات سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ میرے دل کو اولوں اور برف اور ٹھنڈے پانی سے دھو دے“۔ اولوں اور برف اور ٹھنڈے پانی سے دھونے سے مراد یہ ہے کہ دل کی ہر گرمی اور تلخی دور ہو جائے، اس سے کچھ بھی باقی نہ رہے۔ ”اے اللہ میرے دل کو خطاؤں سے ایسا پاک کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک وصاف کر دیا ہے“۔

ایک روایت مؤطا حضرت امام مالکؒ سے لی گئی ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگتے ہوئے یہ کہتے تھے: ”اے اللہ میں تجھ سے نیک کام کرنے اور منکرات کو چھوڑنے (یعنی برائیوں کو چھوڑنے) اور مساکین سے محبت کرنے کی توفیق کا طالب ہوں اور جب تو لوگوں میں کوئی آزمائش لانا چاہے تو مجھے آزمائش کے بغیر ہی اپنے حضور بلا لے“۔

(مؤطا امام مالک. كتاب الصلوٰة باب العمل فى الدعاء)

اب دیکھئے کتنی عاجزانہ دعا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو نیک کام کرنے میں سب سے آگے تھے اور برائیوں کو چھوڑنے میں سب سے آگے تھے، مساکین سے محبت کرنے کی توفیق پانے میں سب سے آگے تھے اور جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ کے متعلق فرمایا تھا کہ آپ کو اللہ کبھی ضائع نہیں کر سکتا۔ اس میں آپؐ کی مساکین سے محبت کا بالخصوص ذکر کیا تھا۔ تو آپ فرماتے ہیں جب تو لوگوں میں کوئی آزمائش لانا چاہے تو مجھے آزمائش کے بغیر ہی اپنے حضور بلا لے۔

ایک ترمذی کتاب الدعوات سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ: ”اے اللہ میری مدد کر اور میری نصرت فرما اور میرے خلاف کسی کی نصرت نہ فرما اور میرے حق میں تدبیر کر مگر میرے خلاف تدبیر نہ کر اور مجھے ہدایت دے اور ہدایت کو میرے لئے آسان بنا دے اور مجھ پر زیادتی کرنے والے کے خلاف میری مدد کر۔ اے اللہ! مجھے اپنا بہت شکر کرنے والا، کثرت سے ذکر کرنے والا اور بہت زیادہ ڈرنے والا بنا دے۔ مجھے اپنا بیحد مطیع، اپنی طرف انکساری سے سر تسلیم خم کرنے والا بنا دے، بہت نرم دل اور سچے دل سے جھکنے والا بنا دے۔ اے اللہ میری توبہ قبول کر اور میرے گناہ دھو ڈال اور میری دعا قبول کر اور میری دلیل کو مضبوط بنا دے۔ میری زبان کو درستگی بخش اور میرے دل کو ہدایت عطا فرما اور میرے سینے کے [illegible] کو دور کر دے“۔

اب یہ بھی آپ دیکھ لیجئے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ سے [illegible] کوئی بھی شکر ادا کرنے والا نہیں تھا، نہ آپ سے بڑھ کر کوئی ذکر کرنے والا تھا یہاں تک کہ آپ کا نام [illegible] سم ذکر رکھ دیا گیا۔ آپ سے زیادہ

خدا کا خوف کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ فرمایا کرتے تھے تقویٰ یہاں ہے، یہاں ہے، یہاں ہے یعنی محمد مصطفیٰ ؐ کے دل میں۔ اور مطیع اور انکساری کرنے والا بھی آپؐ سے زیادہ کوئی نہیں تھا۔ ان سب باتوں کے باوجود آپ دعائیں کرتے تھے ان چیزوں کیلئے جو آپؐ میں سب سے زیادہ تھیں۔ یہ امت کو ایک نصیحت ہے کہ میں نے بھی دعاؤں اور عاجزی کے ذریعہ ہی سب کچھ پایا ہے تم بھی دعاؤں اور عاجزی کے ذریعہ ہی ہر میدان میں ترقی کرو۔

ایک مسلم کتاب الرؤیا سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی بری خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور شیطان سے اللہ تعالیٰ کی تین بار پناہ چاہے اور جس پہلو پر لیٹا ہو وہ بدل لے"۔

اب اس میں ایک تھوڑا سا اشکال پیدا ہوتا ہے کہ سوتے میں انسان اپنے بستر پر تو نہیں تھوک سکتا اس لئے یہاں تین بار تھوکنے سے کیا مراد ہے۔ میں اس سے یہی مراد سمجھتا ہوں جیسے انسان کسی چیز پر تف کرتے ہوئے کہتا ہے تھو!، تھو!!، تھو!!!۔ تو اس طرح شیطان پر تھوکے، یعنی تھو، تھو کر کے اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرے اور پھر تین بار خدا سے پناہ مانگے اور جس پہلو پر لیٹا ہو وہ بدل لے۔ کیونکہ عموماً Nightmares جو رات کو ڈراؤنی خوابیں آیا کرتی ہیں وہ ایک پہلو پر زیادہ دیر لیٹا رہنے سے آیا کرتی ہیں اور اس سے قابوس ہو جایا کرتا ہے۔

ایک مؤطا امام مالکؒ کتاب الجامع سے روایت لی گئی ہے کہ حضرت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں اور یہ ایک بہت ہی دلچسپ روایت ہے کیونکہ وہ خالد بن ولید جو سب بہادروں سے زیادہ بہادر سمجھے جاتے تھے یا بڑے بہادروں میں سے ایک سمجھے جاتے تھے انہوں نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں نیند میں بہت ڈرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ پڑھ لیا کرو اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات کی اس کے غضب سے، اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور یہ کہ شیطان میرے پاس آئیں"۔ (مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب ما یؤمر بہ من التعوذ عند النوم)

ایک روایت سنن نسائی سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ آنحضور ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! میں قرض کے غلبہ اور دشمن کے غلبہ اور شماتتِ اعداء سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

یہ پہلے بھی دعا شاید گزر چکی ہے مگر مختلف احادیث میں جو دعائیں ہیں ان کے حوالہ سے بعض چیزیں ایسی ہیں جن پر جتنا زور دیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ قرض کا غلبہ بہت بری بلا ہے اور اسی طرح دشمن کا غلبہ بھی بہت بری بلا ہے اور ایسی حالت جس پر دشمن ہنسے اور مذاق اڑائے یہ بہت ہی تکلیف دہ تین صورتیں ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں کے خلاف پناہ مانگا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت مسلم میں درج ہے کہ آنحضرت ﷺ بری قضاء اور سخت بدبختی میں مبتلا ہونے سے اور شماتت اعداء اور ابتلاء کی سختی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

(مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار)

ایک سنن نسائی میں حضرت عمرو بن میمون کی روایت درج ہے کہ محمد ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے مجھے بتایا کہ آنحضرت ﷺ بخل اور بزدلی اور سینہ کے فتنے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

سینہ میں فتنہ سے مراد وہ وساوس ہیں جو سینہ میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ خواہ ان کو انسان ظاہر کرے یا نہ کرے۔ شیطانی خیالات جو دل میں پیدا ہوتے رہتے ہیں ان سب کے خلاف آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے اور بخل اور بزدلی، ان دونوں کے خلاف۔ اب بخل کا بزدلی سے کیا تعلق ہے۔ دراصل بخیل ہی بزدل بھی ضرور ہوتا ہے۔ اور سینے کے فتنے کے ساتھ قبر کے عذاب کو ملا دیا ہے دونوں ہی گھٹے ہوئے فتنے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اور یہ حدیث بھی سنن النسائی سے لی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ میں جنون سے اور جذام سے" بہت خطرناک بیماریاں ہیں جنون اور جذام "اور برص سے اور ہر بری بیماری سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

اب برص بھی جلدی بیماری ہے اور جذام بھی جلدی بیماری ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بیماریاں اندر سے پھوٹتی ہیں۔ اندر کی بیماریاں ہیں جو باہر سطح پر ظاہر ہوتی ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر شر سے جو سینوں میں چھپا ہو، بدن کے کسی عضو میں نہاں ہو ان سب شرور سے پناہ مانگا کرتے تھے اور خاص طور پر اس وجہ سے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے حد حسین و جمیل بنایا تھا اور آپؐ کے دل میں، جیسے ایک ذرہ برابر بھی کوئی داغ نہیں تھا۔ آپ چاہتے تھے کہ آپؐ کے چہرے پر کوئی ذرہ برابر بھی داغ نہ پڑے۔

اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بدنام کرنے کی خاطر مولوی یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا کرتے تھے کہ آپ کو برص کی بیماری ہے، آپ کو جذام کی بیماری ہے اور بسا اوقات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مجلس میں بیٹھتے تھے اور کوئی مولوی آیا ہو جو خاص طور پر یہ دیکھنا چاہتا ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر اللہ تعالیٰ گویا یہ الہام فرما دیتا تھا تو آپ اپنی آستینوں کو اوپر چڑھا لیتے تھے ورنہ بیٹھنے کا یہ انداز تو نہیں ہے کہ انسان آستینیں چڑھا کر بیٹھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو دکھانے کے لئے کہ دیکھ لو مجھے کوئی ایسی بیماری نہیں جو اپنے ذہن میں تم نے بنا رکھی ہے۔

سنن نسائی سے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آنحضور ﷺ جنوں کی نظر بد سے اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ پھر جب آپ پر معوذ تین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) نازل ہو گئیں تو آپ نے انہی کو اختیار کر لیا اور ان کے علاوہ باقی دعاؤں کو اس کے مقابل پر چھوڑ دیا۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

یہاں سوال یہ ہے کہ جنوں کی نظر اور انسانوں کی نظر سے کیا مراد ہے۔ اصل حدیث کے الفاظ ہیں عین الجنّ و عین الانس۔ تو جن و انس سے مراد بڑے لوگ اور چھوٹے لوگ ہوتے ہیں تو بڑے لوگ جب بد نظر سے کسی کو دیکھتے ہیں تو اس پر اپنی طرف سے جس حد تک ممکن ہے بلائیں نازل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور چھوٹے لوگ بھی جب نظر بد سے دیکھتے ہیں امیروں کی دولت کو اور ان کے عیش و عشرت کو تو وہ بھی اپنی نظر کی تلخی سے ان کو مٹانے کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ عملاً بڑے بڑے انقلاب دنیا میں اس وجہ سے برپا ہوئے ہیں کہ عوام الناس کی نظر بد اپنے بڑے لوگوں پر پڑی۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قیامت تک کے ظاہر ہونے والے فتنوں کا ذکر اپنی دعاؤں میں کرتے تھے اور ہمیں بھی انہیں اختیار کرنے کی نصیحت فرماتے تھے۔

سنن النسائی سے ایک اور دعا لی گئی ہے جو اَبو الیَسَر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ دعا میں کہا کرتے تھے کہ: "اے اللہ! میں بڑھاپے سے اور بری حالت میں مبتلا ہونے سے"۔ ایسے بڑھاپے سے جس میں انسان کی حالت بد ہو جائے اور وہ اَرذل العقل ہو جائے اور چھوٹے بچوں کی سی حرکتیں کرنے لگے، حضور اکرمؐ ایسی لمبی عمر اور ایسے بڑھاپے کی بد حالتوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ "اور تباہی اور غم سے اور آگ میں جلنے سے اور غرق ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ بہت سے لوگ آگ کے عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں اسی دنیا میں معصوم بھی ہوتے ہیں لیکن آگیں لگ جاتی ہیں اور وہ جل جاتے ہیں اسی طرح کشتیاں الٹ جاتی ہیں اور لوگ غرق ہو جاتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان ناگہانی حادثات سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے تھے۔ پھر "اس بات سے کہ موت کے وقت شیطان مجھے مخبوط الحواس کر دے اور اس بات سے کہ تیری راہ میں ایسی حالت میں قتل کیا جاؤں کہ میں پیٹھ پھیر کر بھاگ رہا ہوں"۔ (نعوذ باللہ من ذلک)۔ آنحضرت ﷺ تو پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہیں تھے لیکن بعض دفعہ نہایت ہی خطرناک حالتوں میں غلطی کھا کر صحابہ نے پیٹھ پھیری تو ان کے حق میں بھی حضور اکرم یہ دعائیں دے رہے تھے کہ اس حالت میں ان کو نہ مار۔ پھر یہ دعا بھی ہمیں سکھائی "نیز کسی جانور کے کاٹنے کی وجہ سے فوت ہونے پر تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

(سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

پس ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں کہ انسان جانوروں کے کاٹنے سے بھی مر جاتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ بعض لوگوں کو شہد کی مکھی کی اتنی خطرناک الرجی ہوتی ہے کہ ایک ہی ڈنک سے وہ مر جاتے ہیں اور اسی طرح بچھو ہیں، سانپ ہیں یہ چھپے ہوئے جنات ہیں جن کے شر سے ہمیشہ دعا مانگتے رہنا چاہئے اور یقیناً اللہ تعالیٰ غیر معمولی حفاظت فرماتا ہے۔ ہم نے اپنے تجربہ میں دیکھا ہے سندھ کے سفر میں ہمیشہ یہ دعائیں ہمارے کام آیا کرتی تھیں اور کئی قسم کے خطرناک سانپوں اور بچھوؤں اور ڈنک مارنے والے جانوروں کے عذاب سے، ان کے شر سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچا لیتا تھا۔

ایک روایت سنن الترمذی سے کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں دو شخصوں کے درمیان گالی گلوچ ہو گئی یہاں تک کہ حضورؐ کے چہرہ مبارک سے غصہ ہویدا ہوا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر وہ پڑھے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا وہ کلمہ یہ ہے: "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ"۔

تو غصہ کا غلبہ بھی دراصل شیطان ہی کا غلبہ ہوتا ہے اور غصہ کے غلبہ میں بعض دفعہ انسان ایسی حرکتیں کر دیتا ہے کہ ہمیشہ پچھتاتا رہتا ہے اور بعض دفعہ اس کی بڑی سخت سزائیں بھی ملتی ہیں، قتل کر بیٹھتا ہے اور کئی قسم کے ایسے ظالمانہ فعل کرتا ہے جن کے نتیجہ میں پھر عمر بھر کی قید یا پھانسی کا پھندا اس کی جزا بن جاتی ہے۔ ایک چھوٹے سے لمحہ کی بات ہے جو ساری زندگی پر اثر ڈال دیتا ہے۔ پس حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ایسے موقع پر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لیا کرو۔ یہ پڑھتے ہی شیطانی خیالات اور وساوس سے انسان خدا کی پناہ میں آجاتا ہے اور اس کے علاوہ بھی حضور اکرمؐ نے یہ نصیحت فرمائی ہوئی ہے کہ فوری طور پر اگر پانی میسر ہو تو ایک گلاس پانی کا پی لو پھر بیٹھ جایا کرو۔ اس عرصہ میں تمہیں سوچنے کا موقع مل جائے گا۔ اگر پھر بھی غصہ دور نہ ہو تو لیٹ جایا کرو۔ چنانچہ اس طرح رفتہ رفتہ تمہارا غصہ یا غصے کا شیطان دور ہو جائے گا اور تم اپنی ہوش و حواس میں آجاؤ گے۔

ادائیگیٔ قرض اور غربت کے ازالہ کے لئے ایک دعا حضرت یحییٰ بن سعید سے مؤطا امام مالکؒ میں

مروی ہے۔ حضرت یحیٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگا کرتے تھے کہ: اے اللہ! اے صبحوں کو اندھیروں میں پھاڑنے والے اور رات کو سکون کا باعث بنانے والے اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنانے والے میری طرف سے قرض چکادے اور مجھے فقر سے غنی کردے اور میری سماعت اور میری بصارت اور میری طاقتوں کو اپنے رستہ میں میرے لئے مفید بنا"۔

(مؤطا امام مالک کتاب الصلوۃ باب ما جاء فی الدعاء)

فقر کے اندھیروں سے بھی ایک صبح پھوٹ سکتی ہے جو تونگری کی صبح ہو اور اسی پہلو سے وہ اندھیرے جو غربت کی وجہ سے قرضوں کی زیادتی کی وجہ سے انسان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوں اس میں اللہ تعالیٰ کو یہ مخاطب کرکے کہا جائے تُو تو اندھیروں سے صبح کو پھاڑتا ہے تُو میرے اس اندھیرے کو صبح میں تبدیل فرمادے اور تُو رات کو سکون کا باعث بناتا ہے۔ میری راتیں تو اس غم سے اندھیری ہو جاتی ہیں اور چین اڑ جاتا ہے تو میری راتوں کو بھی سکون کا باعث بنادے۔ اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بناتا ہے تو میری طرف سے میرا حساب چکادے اور مجھے فقر سے غنی کردے اور میری سماعت اور میری بصارت اور میری طاقتوں کو اپنے راستہ میں میرے لئے مفید بنا۔

ایک روایت سنن نسائی سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ: "اے اللہ میں کفر اور غربت سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

یہ دعا بھی ایسی ہے جو اس زمانہ میں تو بہت ہی ضروری ہے کیونکہ بسا اوقات فقر بھی کفر پر منتج ہو جاتا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک اور موقع پر فرمایا کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَکُوْنَ کُفْراً۔ کہ بعید نہیں کہ غربت کفر میں تبدیل ہو جائے۔ پس اس دور میں جو بڑے بڑے اشتراکی انقلاب آئے ہیں وہ اس بات کا نمونہ ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق غربت، کفر میں تبدیل ہو گئی اور یہ سب لوگ خدا کے منکر ہو بیٹھے۔ پس آج کل کے زمانہ میں خصوصیت سے اس دعا کا اہتمام کرنا چاہئے۔

ایک ترمذی کتاب البیوع سے عروہ البارقی کی روایت لی گئی ہے۔ (حضرت عروہ البارقی پہ رضی اللہ نہیں لکھا ہوا لیکن یہ بھی صحابی تھے اور حضرت عروہ البارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا چاہئے) "بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے ایک دینار آپ کے لئے بکری خریدنے کے لئے دیا۔ میں نے دو بکریاں اس دینار سے خرید لیں۔ پھر ان میں سے ایک بکری ایک دینار کے بدلے فروخت کر دی اور اس طرح ایک بکری اور ایک دینار لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں یہ سارا واقعہ سنایا۔ راوی کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے اسے دعا دی کہ اللہ تیرے داہنے ہاتھ سے سودے میں برکت ڈالے"۔ تو جب کسی کی طرف سے سودا کیا جائے تو اس وقت بھی اس خیال سے کہ کسی کا سودا ہے بے احتیاطی نہیں کرنی چاہئے بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل ہو۔ تو آنحضرت ﷺ کی یہ دعا ہر اس شخص کے حق میں نازل ہو گی یا مقبول ہو گی جو دوسروں کے سودے اس نیکی کی خصلت کے ساتھ کرتا ہے۔

ایک روایت ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہو اور اس میں لغو اور بے کار باتوں کی کثرت ہو گئی ہو اور اس نے مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا مانگی کہ: "اے میرے اللہ! تو پاک ہے اپنی تمام تعریفوں کے ساتھ۔ یہ گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتے ہوئے جھکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کی اس مجلس میں سرزد ہونے والے قصور کو معاف کر دے گا"۔

اب یہ تو روز مرہ کا دستور ہے بسا اوقات لوگ گپوں میں مصروف ہوتے ہیں اور اس میں لغو باتیں بھی آجاتی ہیں تو ایسے موقع پر کچھ نہ کچھ اثر ان کے دل پر پڑتا ہے۔ ایک زنگ سا لگ جاتا ہے جسے دور کرنے کے لئے حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا سکھائی۔ پس ایسی مجلسوں سے اٹھ کر آتے ہوئے یہ دعا ضرور مانگی چاہئے کہ اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ سے میں بخشش طلب کرتا ہوں۔ تیری طرف توجہ کرتے ہوئے جھکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے اس مجلس میں سرزد ہونے والے سارے قصور کو معاف فرما دیتا ہے۔

حضرت اُمِّ سَلَمَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ترمذی میں یہ روایت درج ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا کیا کرو کہ "اے اللہ! یہ تیری رات کی آمد اور دن کی روانگی کا وقت ہے"۔ وہ رات جو تو لے کر آتا ہے اس کا وقت آگیا ہے اور وہ دن جو تو لے کر آتا ہے ہم سے روانہ ہو رہا ہے تجھ سے دعا کرنے والوں کی آوازوں کے بلند ہونے کا اور تیرے منادوں کی آوازوں کے بلند ہونے کا وقت آگیا ہے"۔ مغرب کے وقت یہ دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور بلند ہوتی ہیں۔ اور اذانیں بلند ہو رہی ہوتی ہیں۔ خدا کی طرف بلانے والے اپنی آواز بلند کرتے ہیں۔ "تیری عبادت کا وقت آگیا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں"۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات)

ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت درج ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر یہ دعا کرتے: "اے اللہ! مجھے اس دن عذاب سے بچانا جب تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا"۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب مایدعو بہ اذا اوی الی فراشہ)

تو صرف اس دعا کے وقت حضور اکرم ﷺ اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں کلہ کے نیچے نہیں رکھا کرتے تھے بلکہ آپؐ کے سونے کا طریق ہی یہی تھا کہ دائیں طرف لیٹتے تھے اور دایاں ہاتھ ہمیشہ اپنے مبارک کلہ کے نیچے رکھا کرتے تھے۔ تو اس سے اس دعا کی کیا ضرورت ہے فرمایا تو مجھے بھی اٹھائے گا ہر سونے والے کو تو ہی اٹھاتا ہے اور اپنے بندوں کو جمع کرے گا تو اس دن کے عذاب سے مجھے بچالینا۔

ابن ماجہ باب ما یدعو بہ الرجل اِذَا اَصْبَحَ وَاِذَا اَمْسیٰ، کتاب الدُّعاء سے یہ روایت لی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم ابو سلام سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان یا کوئی انسان یا کوئی بندہ ایسا نہیں جو یہ دعا صبح اور شام کرے رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا یعنی میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔ تو اللہ پر حق بنتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اس سے راضی ہو جائے۔

ایک روایت ابن ماجہ سے حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ صبح و شام یہ دعائیں کبھی نہ چھوڑا کرتے تھے۔ "اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے اپنے دینی اور دنیوی معاملات میں عفو اور عافیت کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ! میرے عیوب ڈھانپ دے اور میرے اندیشوں کو امن میں بدل دے"۔ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا۔ "اور میری حفاظت فرما میرے آگے سے، پیچھے سے، میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ کہیں اچانک میرے نیچے سے مجھ پر کوئی مصیبت نہ آپڑے"۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب مایدعو بہ الرجل اذا اصبح و اذا امسی) دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر سے حفاظت سے مراد تو اللہ تعالیٰ کی امان ہی ہے۔ ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ کی امان ہو اور اللہ تعالیٰ کی امان رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھی۔ مگر زمین سے مراد کیا ہے کہ زمین پھٹ جائے۔ مراد یہ ہے کہ وہ زمینی لوگ جب میرے خلاف اٹھ کھڑے ہوں تو مجھے ان سے بھی پناہ دے اور زمین کے پھٹنے سے کئی قسم کے زلزلے وغیرہ بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ اچانک زمین پھٹتی ہے اور دو نیم ہو جاتی ہے جس پر انسان کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ تو وہ گناہوں کی وجہ سے نہیں بلکہ ویسے ہی حادثات طبعی کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

اب کھانا کھاتے وقت کی دعا۔ کتنی چیزیں ہیں جو ہمیں آگے اپنی نسلوں کو سکھانی ہیں اندازہ کریں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے ادب کو آنحضور ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔ یہ ترمذی ابواب الاطعمہ سے روایت لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے یعنی بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے اور اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ پڑھے۔

(سنن ترمذی۔ ابواب الاطعمۃ باب ما جاء فی التسمیۃ علی الطعام)

تو بسم اللہ کی عادت بھی بچپن ہی سے ڈالی جائے تو پڑتی ہے۔ ورنہ بڑے ہو کر بسا اوقات لوگ بسم اللہ پڑھنا بھول جاتے ہیں اور اگر کھاتے وقت یاد آجائے تو پھر یہ ضرور پڑھنا چاہئے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔ اے اللہ تیرے نام کے ساتھ میں کھانا کھاتا ہوں۔ اس سے پہلے بھی جب کھانا شروع کیا تھا تیرے ہی نام سے کھانا کھایا تھا اور کھانا ختم ہونے پر بھی تیرا ہی بابرکت نام لیتا ہوں۔

صحیح مسلم کتاب الاشربہ میں وَہَب بِن کَیْسَان بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں آنحضرت ﷺ کی گود میں تھا۔ میرا ہاتھ پلیٹ میں اِدھر اُدھر جاتا تھا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا: بچے اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اور اپنے سامنے سے کھاؤ (ہر طرف ہاتھ نہ دوڑاتے پھرو)۔

ترمذی کتاب الدعوات سے ایک یہ روایت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کچھ کھانے یا پینے لگتے تو یہ دعا مانگتے: "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا"۔

کھانا کھانے کے بعد حضور اکرم ﷺ یہ دعا بھی کیا کرتے تھے جو ابی اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا دستر خوان اٹھالیا جاتا تو آپ یہ دعا کرتے: "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں

بہت زیادہ تعریفیں، ایسی تعریف جو پاکیزہ ہو اور اس میں برکت ہی برکت ہو۔ اے ہمارے رب ایسی برکت جو کافی نہ جانی جائے اور جس سے مستغنی بھی نہ ہوا جاسکے"۔(مسند احمد بن حنبل مسند باقی الانصار)

ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسند احمد بن حنبل میں یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے اسے چاہئے کہ وہ یہ دعا کرے: "اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے اس کھانے میں برکت ڈال اور اس کا بہتر حصہ ہمیں کھلا"۔ اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلائے اسے چاہئے کہ وہ یہ دعا کرے اے اللہ! اس دودھ میں ہمارے لئے برکت رکھ دے اور ہمیں اور دودھ عطا کر کیونکہ دودھ کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو خوراک اور مشروب کے طور پر کافی ہو"۔(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۲۲۵ مطبوعہ بیروت) اب یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اس زمانہ میں سائنس دان بھی اقرار کرنے پر مجبور ہیں۔ اس زمانہ کا انسان بھی یہ جانتا تھا کہ بچے دودھ پر ہی پلتے ہیں اور ان کی ہر ضرورت دودھ سے پوری ہوتی ہے۔ پیاس کی ضرورت بھی دودھ سے پوری ہوتی ہے۔ غذا کی ضرورت بھی دودھ سے پوری ہوتی ہے۔ ان کے جسم کے تمام اعضاء دودھ سے بنتے ہیں۔ دماغ بھی بن رہا ہوتا ہے، جگر بھی بن رہا ہوتا ہے، گردے بھی بن رہے ہوتے ہیں، دانت بھی بن رہے ہوتے ہیں۔ انسان حیران رہ جاتا ہے کہ دودھ میں کیا کیا صفات خدا تعالیٰ نے رکھ دی ہیں اس سے یہ ساری چیزیں تخلیق میں آتی ہیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دودھ کو بہترین غذا اقرار دیا کرتے تھے اور دودھ بھی دراصل ماں کے دودھ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ یعنی عورت کے دودھ سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی غذا نہیں ہے۔ اب مصنوعی دودھ بنانے والے یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ جس نے ماں کا دودھ نہیں پیا یا عورت کا دودھ نہیں پیا اس کے اندر کوئی نہ کوئی دفاعی مادہ کمزور ہو چکا ہوتا ہے اور بہت سی دفاعی صلاحیتیں ہیں جن سے وہ محروم رہ جاتا ہے۔

ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترمذی سے لی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ: "اے اللہ آل محمدؐ کے لئے اتنا رزق مقدر کر دے جو ان میں زندگی کی رمق باقی رکھنے کے لئے ضروری ہو"۔(سنن ترمذی کتاب المناقب)۔ یعنی آل محمدؐ بھوکی نہ رہے اور آل محمدؐ میں بہت سے لوگ ہیں جو اس وقت حقیقی آل رسول اللہ ﷺ کی ان معنوں میں ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی امت کے وجود ہیں اور سچے دل سے حضور اکرم پر ایمان لاتے ہیں تو ان کے لئے بھی یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ! آل محمدؐ کو اتنا رزق ضرور دے کہ وہ بھوکے نہ مریں ان میں زندگی کی رمق باقی رہے۔

ایک روایت ترمذی کتاب البر والصلہ سے لی گئی ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: "جس پر کوئی احسان کیا گیا ہو اور وہ احسان کرنے والے کو کہے جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا کہ اللہ تجھے بہترین جزا دے۔ اس نے شکریہ ادا کرنے کی انتہا کر دی" یعنی اپنی طرف سے بے چارہ کیا جزا دے سکتا تھا اگر اس کے دل سے یہ دعا اٹھی ہو تو اس احسان کرنے والے کو اتنی جزا دے سکتا ہے کہ گویا جزا کی انتہا ہو گئی۔

تسبیح، تکبیر اور تحمید کی برکات کے ذکر میں ایک روایت مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ سے لی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کچھ غریب مہاجر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مال والے بہت ثواب لے گئے اور قائم رہنے والی نعمتوں کے مالک بن بیٹھے۔ آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا وہ اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں، اسی طرح روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ وہ خدا کی راہ میں خرچ بھی تو کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔ وہ رضائے الٰہی کی خاطر غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی بات نہ سکھاؤں جس کی وجہ سے تم ان لوگوں کے برابر ہو جاؤ اور ان لوگوں سے بڑھ جاؤ جو تم سے بعد میں آئیں گے۔ (یعنی اس بات کی برکت سے تم سے کوئی بھی آگے نہ بڑھ سکے گا۔) سوائے اس کے کہ وہ بھی ایسا ہی کرنے لگے جائیں جیسا تم کرو"۔ ان مہاجرین نے عرض کی یا رسول اللہ! ایسی بات ضرور بتائیے۔ آپؐ نے فرمایا: "ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰه، اَلْحَمْدُلِلّٰه اور اَللّٰهُ اَكْبَر پڑھا کرو"۔ ایک روایت میں ۳۳، ۳۳ بار پڑھ کر اللہ اکبر کو ۳۴ بار پڑھنے کا بھی حکم ہے تو گویا پورا سو ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ صحابہ مطمئن ہو کر چلے گئے اور معلوم ہوتا ہے انہوں نے اپنی طرف سے مخفی طور پر یہ ورد جاری رکھا تاکہ امیروں کو پتہ نہ چل جائے۔ ان کو بھی بھنک پڑ گئی۔ وہ پھر آنحضور ﷺ کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوئے کہ اب تو ہمارے دولتمند بھائیوں کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی ہے اور وہ بھی یہی ورد کرنے لگے ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ (میں اس فضل کو کیسے روک سکتا ہوں)۔

ایک روایت سنن ابن ماجہ کتاب الادب میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ وہ صبح کی یا صبح کے بعد کی نماز پڑھ کے فارغ ہوئی تھیں تو حضور ﷺ ان کے پاس سے گزرے جب کہ آپ ذکر الٰہی کر رہی تھیں۔ تو پھر حضور جب واپس آئے یعنی کافی دیر کے بعد جب سورج بلند ہو چکا تھا۔ تو وہ کہتی ہیں یا نصف النہار کے قریب پہنچ چکا تھا اس وقت بھی آپ اسی طرح ذکر الٰہی کر رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب سے میں تمہارے پاس سے گیا ہوں تو میں نے چار کلمات تین بار پڑھے اور وہ جو کچھ تم نے پڑھا ہے اس سے زیادہ وزنی ہیں۔ تم اتنی دیر عبادت کرتی رہی ہو اور میں نے چار کلمات پڑھے لیکن ان کا وزن تمہاری اس ساری تسبیح و تحمید سے زیادہ ہے۔ میں نے یہ پڑھا کہ پاک ہے اللہ اس قدر جس قدر اس کی مخلوق ہے یعنی بے انتہا۔ اللہ پاک ہے اس قدر جس قدر اس کی ذات اس بات کو پسند کرتی ہے کہ اللہ پاک ہو۔ اس کی ذات کا اپنے لئے پاکی پسند کرنے کا تو کوئی آخری مقام نہیں، لاانتہاء ہے۔ پھر فرمایا اللہ پاک ہے اس قدر جس قدر اس کے عرش کا وزن ہے۔

اب عرش کا وزن سے مراد لوگ ظاہری طور پر یہ لے لیتے ہیں کہ نعوذ باللہ من ذلک کوئی عرش ہے بڑا بھاری اس کو فرشتوں نے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ اس پر بیٹھا ہوا ہے حالانکہ ساری زمین و آسمان کو تو اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہوا ہے۔ ایک لحہ کے لئے بھی خدا کا فضل اگر اٹھ جائے تو ہر چیز اپنے وجود سے گر کر تباہ ہو جائے کالعدم ہو جائے۔ تو اس کا پھر کیا مطلب ہے کہ جس قدر اس کے عرش کا وزن ہے۔ تو یہاں عرش سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہی مراد ہے کیونکہ آپ کا دل ہی عرش الٰہی تھا اور اس عرش کا وزن اتنا تھا کہ ساری دنیا کے قلوب مل کر بھی اس وزن کی برابری نہیں کر سکتے تھے۔ "اللہ پاک ہے اس قدر جس قدر اس کے کلمات کی سیاہی ہے" یعنی سمندر بھی سیاہی بن جائیں تو اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے، وہ اتنا پاک ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا تو میں نے یہ چار دعائیں مانگی تھیں اور اے ذکر الٰہی میں مصروف خاتون! میری یہ چار دعائیں تیرے سارے ذکر سے آگے بڑھ گئیں۔

ایک روایت سنن الترمذی سے ابواب الدعاء سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن یزید بن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تسبیح میزان کا نصف ہے اور الحمد اسے بھر دیتی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ تسبیح نصف ہے اور حمد اسے بھر دیتی ہے۔ تو اپنے دل سے غیر اللہ کو باہر نکال دینا یہ تسبیح ہے۔ ہر غیر اللہ کے تصور کو، ہر خیال کو جو خدا سے دور کرنے والا ہو اپنے دل سے نکال دینا۔ اب اس خالی کو جو چیز بھرتی ہے وہ پھر حمد ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم۔ تو اللہ اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔ یہ نہیں کہ محض پاک ہے اور خلا ہے اس میں۔ وہ حمد سے بھرا ہوا ہے۔ تو فرمایا: تسبیح میزان کا (یعنی وہ پیمانہ جس میں کسی چیز کو تولا جاتا ہے) اس کا نصف ہے اور حمد اسے بھر دیتی ہے۔" اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه (کا ثواب) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچنے تک انسان کو کوئی حجاب حائل نہ ہو گا"۔ تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میں یہ دونوں باتیں آجاتی ہیں۔ کوئی معبود نہیں یہ دل کو خالی کرنے والی بات ہے اور اللہ کے ذکر سے وہ دل بھر جاتا ہے۔ پس جو یہ دعائیں کرے گا اسے اللہ سے ملنے میں کوئی روک نہیں سکے گا۔ وہ لازماً اپنے رب سے جا ملے گا۔

ان دعاؤں کے ذکر کے بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ارشاد آپ کے سامنے رکھتا ہوں:

"دعا اور اس کی قبولیت کے زمانہ کے درمیانی اوقات میں بسا اوقات ابتلاء پر ابتلاء آتے ہیں اور ایسے ایسے ابتلاء بھی آجاتے ہیں جو کمر توڑ دیتے ہیں۔ مگر مستقل مزاج، سعید الفطرت ان ابتلاؤں اور مشکلات میں بھی اپنے رب کی عنایتوں کی خوشبو سونگھتا ہے اور فراست کی نظر سے دیکھتا ہے کہ اس کے بعد نصرت آتی ہے۔ ان ابتلاؤں کے آنے میں ایک سر یہ بھی ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جوش بڑھتا ہے کیونکہ جس جس قدر اضطرار اور اضطراب بڑھتا جاوے گا اسی قدر روح میں گداز ش ہوتی جائے گی اور یہ دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ہیں۔ پس کبھی گھبرانا نہیں چاہئے اور بے صبری اور بے قراری سے اپنے اللہ پر بدظن نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کبھی بھی خیال کرنا نہ چاہئے کہ میری دعا قبول نہ ہو گی یا نہیں ہوتی۔ ایسا وہم اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے انکار ہو جاتا ہے کہ وہ دعائیں قبول فرمانے والا ہے"۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۳۵،۲۳۴)

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

بقیہ: درس القرآن از صفحہ نمبر ۲

وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا.................الخ"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں "اللہ کی راہ میں شبہات نکالتے ہیں۔ چاہتے ہیں اس راستہ کے لئے کوئی ٹیڑھا پن پیدا ہو جائے"۔(ضمیمہ اخبار البدر قادیان ۲۳/ستمبر ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۰۵)

آیت نمبر ۴۷:" وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ.............الخ".. اَلْاَعْرَاف کے بارہ میں حضرت امام راغبؒ فرماتے ہیں "عَرْفَهٗ، کسی چیز کو خوشبودار کر دیا۔ اَلْعُرْف، وہ نیک بات جس کی اچھائی کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ اَلْاَعْرَاف وہ دیوار جو جنت اور دوزخ کے درمیان حائل ہو گی۔وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سمجھنا چاہئے کہ جنت و جہنم کے درمیان کوئی دیوار یا حجاب مادی صورت میں نہیں ہونگے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کے درمیان ایسا فاصلہ ہے جو پاٹا نہیں جائے گا۔

وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ کے متعلق علامہ رازی لکھتے ہیں کہ "بعض نے اہل جنت اور اہل نار کی پہچان مراد لی ہے کہ نشانوں سے وہ پہچانے جائیں گے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جہاں تک درجات کی بلندی کا تعلق ہے اس بارہ میں امام رازی لکھتے ہیں کہ "...... جس طرح حدیث نبوی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا بلند درجات پر فائز جنتی نچلے درجات والوں کو ایسے نظر آئیں گے جس طرح تم آسمان کے افق پر روشن ستارہ دیکھتے ہو اور ابو بکرؓ اور عمرؓ انہی میں سے ہیں"۔اور حقیقت یہی ہے کہ اصحاب اعراف سے مراد اشراف ہیں جو روز قیامت اللہ تعالیٰ کے مقربین ہونے کی وجہ سے اعراف یعنی مقامات رفیعہ اور درجات عالیہ پر متمکن ہونگے اور وہ اہل جنت اور اہل دوزخ کا نظارہ کر رہے ہونگے"۔

آیت نمبر ۵۲:"اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا..........الخ"۔ حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں ایک عجیب نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے کافر قرار دیا پھر ان کا حال بیان فرمایا کہ وہ دین کو پہلے لَهْوًا اور پھر لَعِبًا سمجھتے ہیں اور ان کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں مبتلا کر دیا۔ نتیجۃً انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا۔ دلیل ہے اس بات کی کہ دنیا کی محبت ہر آفت کی ابتداء ہے جیسے حدیث نبویؐ ہے حُبُّ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ کہ دنیا کی محبت ہر بدی کا پیش خیمہ ہے اس لئے دنیا کی محبت نے انہیں کفر و ضلال میں مبتلا کر دیا"۔

آیت نمبر ۵۳:" وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ...........الخ"۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "وہ (قرآن کریم) مفصل کتاب ہے۔ یہ عظمتیں اور خوبیاں کہ جو قرآن کریم کی نسبت بیان فرمائی گئی ہیں احادیث کی نسبت ایسی تعریفوں کا کہاں ذکر ہے؟ پس میرا مذہب "فرقہ ضالّہ نیچریہ" کی طرح یہ نہیں ہے کہ میں عقل کو مقدم رکھ کر قال اللہ و قال الرسول پر نکتہ چینی کروں۔ ایسے نکتہ چینی کرنے والوں کو ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ بلکہ میں جو کچھ آنحضرتؐ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم کو پہنچایا ہے اس سب پر ایمان لاتا ہوں۔ صرف عاجزی اور انکسار کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ قرآن کریم ہر ایک وجہ سے احادیث پر مقدم ہے اور احادیث کی صحت و عدم پرکھنے کے لئے وہ محک ہے اور مجھ کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی اشاعت کے لئے مامور کیا ہے تا میں جو ٹھیک ٹھیک منشا قرآن کریم کا ہے لوگوں پر ظاہر کروں"۔(الحق لدھیانہ ، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۲۹،۳۰)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہاں جو فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حدیث قرآن سے ٹکرائے تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ تم اسے سمجھے ہی نہیں۔ اس صورت میں اسے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دوسرے یہ کہ یہ حدیث ہی غلط ہے کیونکہ یہ قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتیں۔ اگر یہ قرآن سے ٹکراتی ہوں تو پھر انہیں رد کر دینا چاہئے۔

☆......☆......☆......☆......☆

درس قرآن کریم ۵/ جنوری ۲۰۰۰ء۔(سورۃ الاعراف آیت ۵۴ تا ۸۹)

آیت نمبر ۵۴:" هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ....الخ"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "اسی طرح تاویل کے معنی لوگ "ہیر پھیر کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لینے" کے کرتے ہیں مگر قرآن کریم میں انجام ، حقیقت ، اصلیت کے معنی ہیں۔ چنانچہ سورۃ یوسف میں ہے 'هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ' (یوسف:۱۰۱)۔ ایک اور جگہ فرمایا 'وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ' (ال عمران:۸) یعنی اس کی حقیقت کو"۔

(ضمیمہ البدر قادیان ۲۳/ستمبر ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۰۸)

آیت نمبر ۵۵:"اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ.........الخ"۔ علامہ شہاب الدین آلوسی فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ سے مراد "چھ ہزار سال" لیتے ہیں۔ فرماتے ہیں "کیونکہ تمہارے ربّ کے ہاں ایک یوم تمہاری گنتی کے ایک ہزار سال کے برابر ہے اور یہ چھ ہزار سال آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر نبی کریمؐ کے زمانہ تک ہیں اور در حقیقت یہ مخفی دور کی ابتداء سے ظہور کی ابتداء تک ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آدمؑ سے لے کر چھ ہزار سال تک کا جو علامہ آلوسی نے کہا ہے یہ دراصل پرانے علماء کا خیال تھا کہ یہ دور آدم سے شروع ہوا ہے لیکن یہ اب حقائق کے خلاف ہے کیونکہ آدمؑ سے قبل بھی زندگی کا ثبوت مل چکا ہے۔

حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں "فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ وقتوں میں ، بارہ گھنٹے کا دن مراد نہیں۔ اس کی تفسیر ہمارے حضرت صاحب نے (یعنی حضرت مسیح موعودؑ۔مرتب) نے خوب لکھی ہے۔ ہر چیز کی تکمیل چھ مراتب کے طے کرنے کے بعد ہوتی ہے۔ مثلاً انسان پہلے نطفة، پھر علقة، پھر مضغة، پھر لحما، پھر کسونا **العظام لحماً** ، ثم انشاناه خلقا اخر (المومنون:۱۵)"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "تمہارا خدا وہ خدا ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور پھر عرش پر قرار پکڑا یعنی اوّل اس نے اس دنیا کے تمام اجرام سماوی و ارضی کو پیدا کیا اور چھ دن میں سب کو بنایا۔(چھ سے مراد ایک بڑا زمانہ ہے) اور پھر عرش پر قرار پکڑا یعنی تنزّہ کے مقام کو اختیار کیا"۔

روح المعانی میں علامہ آلوسی 'ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ' کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ اس میں عرش سے مراد قلب محمدؐ ہے جس پر اللہ تعالیٰ اپنی مکمل تجلی کے ساتھ ظاہر ہوا۔ ایسی تجلی جو کہ اللہ کے نام سے تمام صفات کی جامع تجلی ہے"۔

"حَثِيْثًا" کے بارہ میں حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں "لگاتار، مثلاً یہاں رات آتی ہے تو دوسرے بالمقابل بلاد میں صبح کی تیاری ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ ظلمت کے بعد نور۔ فترت کے بعد نبوت کا وقت آتا ہے"۔(ضمیمہ اخبار البدر قادیان ۲۳/ستمبر ۱۹۰۹ء)

"عرش" کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "قرآن شریف میں لفظ عرش کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزوں میں داخل نہیں کیا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مظہر چار ہیں ....۔ عرش کا کلمہ خدا تعالیٰ کی عظمت کے لئے آتا ہے کیونکہ وہ سب اونچوں سے زیادہ اونچا اور جلال رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ کسی انسان کی طرح کسی تخت کا محتاج ہے۔ خود قرآن میں ہے کہ ہر ایک چیز کو اس نے تھاما ہوا ہے اور وہ قیوم ہے جس کو کسی چیز کا سہارا نہیں"۔(الاستفتاء، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۲،۱۱۷)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباس کا خلاصہ دیا گیا ہے جس میں خَلق اور اَمر کے بارہ میں بہت لطیف نکتہ بیان ہوا ہے۔ تحریر ہے "حضرت مسیح موعودؑ اس سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب خَلق اور اَمر بالمقابل ہوں تو خَلق کے معنی مادہ سے پیدا کرنے اور اَمر کے معنی بغیر مادہ کے پیدا کرنے کے ہوتے ہیں ورنہ خَلقٌ کا لفظ دونوں مفہوموں کے لئے بھی بولا جا سکتا ہے"۔

حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں "اُدْعُوْا، تمام صفات کو بیان فرما کر دعا کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اس زمانہ میں تمہارے لئے دعا کا میدان وسیع اور خالی ہے۔(۱) بعض خدا کے منکر ہیں۔(۲) بعض خدا کو مانتے ہیں مگر اس کے متصرف ہونے کے قائل نہیں۔(۳) بعض دعا کے قائل ہیں مگر اسباب پرستی میں منہمک ہیں۔ پس تم کامل امید، کامل یقین، کامل مجاہدہ سے دعا میں لگے رہو اور دعاؤں میں لفظ رَبّ کا بہت استعمال کرو"۔

(ضمیمہ اخبار البدر قادیان مورخہ ۲۳/ستمبر ۱۹۰۹ء)

آیت نمبر ۵۸:" وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ.........الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت کے مضمون میں بہت گہرائی پائی جاتی ہے۔ سمندر سے پانی لے کر ہوائیں بلندیوں پر جاتی ہیں تو پھر یہ بادل برستا ہے۔ اس مضمون کی گہرائی کے بارہ میں میں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں۔ اس لئے دہرانے کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ جب ٹھنڈی ہوائیں آتی ہیں تو سب کو پتہ چل جاتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ کی رحمت برسے گی اور کھیتیاں اور پھل اگیں گے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ یہی حال انبیاء کی آمد کے وقت ہوتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں "خدائے تعالیٰ وہ ذات کریم و رحیم ہے جس کا قدیم سے یہ قانون قدرت ہے کہ وہ ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے یعنی بارش سے پہلے چلاتا ہے یہاں تک کہ جب ہوائیں بھاری بدلیوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم کسی مردہ شہر کی طرف یعنی جس ضلع میں بباعث امساک باراں زمین مردہ کی طرح خشک ہو گئی ہو، ان ہواؤں کو ہانک دیتے ہیں۔ پھر اس سے پانی اتارتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے قسم قسم کے میوے پیدا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح روحانی مردوں کو موت کے گڑھے سے نکالا کرتے

محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder.
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
☎ : SHOWROOM: 237-2185, 236-9693 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

ہیں۔اور یہ مثال اس لئے بیان کی گئی تاکہ تم دھیان کرو اور اس بات کو سمجھ جاؤ کہ جیساکہ ہم امساک باراں کی شدت کے وقت مردہ زمین کو زندہ کر دیا کرتے ہیں، ایسا ہی ہمارا قاعدہ ہے کہ جب سخت درجہ پر گمراہی پھیل جاتی ہے اور دل جو زمین سے مشابہ ہیں، مر جاتے ہیں تو ہم ان میں زندگی کی روح ڈال دیتے ہیں"۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۲۸، ۲۳۰)

آیت نمبر ۵۹:" وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ .... الخ"۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں" قرآن شریف نے انبیاء ورسل کی بعثت کی مثال مینہ سے دی ہے۔ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا۔ یہ تمثیل اسلام کی ہے۔ جب کوئی رسول آتا ہے تو انسانی فطرتوں کے سارے خواص ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان کے ظہور کا یہ خاصہ اور علامات ہیں کہ مخلص سعید الفطرت اور مستعد طبیعت کے لوگ اپنے اخلاص اور ارادت میں ترقی کرتے ہیں اور شریر شرارت میں بڑھ جاتے ہیں"۔(الحکم جلد ۹ نمبر ۳۸، ۳۱/اکتوبر ۱۹۰۵ء، صفحہ ۴)

آیت نمبر ۶۵:" فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ علامہ زمخشری نے الکشاف میں لکھا ہے کہ "بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی میں ۴۰ مرد اور ۴۰ عورتیں تھیں"۔ مختلف مفسرین نے اندازے پیش کئے ہیں کہ حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی میں کتنے لوگ سوار ہوئے تھے لیکن یہ سب فرضی قصے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنے تھے۔

آیت نمبر ۶۶:" وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا .... الخ"۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "عاد بلاد عرب کی قوموں میں سے ایک قوم تھی۔ یہ لوگ عرب میں ایک زمانہ میں بڑے صاحب حکومت تھے۔ ان کی حکومت عرب کے تمام سرسبز علاقوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور یہ ان پر قابض و حاکم رہی خصوصاً یمن، شام اور عراق وغیرہ ان کی حکومت میں داخل تھے۔ اس حکومت کے آثار اب بھی نکلتے ہیں"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جن قوموں کا قرآن کریم میں ذکر ہے، یہ امر واقعہ ہے کہ ان کے آثار نکلتے آتے ہیں جن سے ان کی تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن یہ کام زیادہ تر غیر مسلم اقوام ہی کر رہی ہیں۔ میں نے احمدی نوجوانوں کو کہا ہے کہ آثار قدیمہ کے بارہ میں ان قوموں کے آثار کی دریافت میں پیش پیش ہوں۔ اس میں پیشرفت شروع بھی ہو چکی ہے۔ جب غیر مسلم اقوام تحقیق کرتی ہیں تو وہ صرف ایسے امور کو پیش کرتی ہیں جو ان کے مطلب کے اور ان کے حق میں جاتے ہیں۔ جب احمدی ایسے امور کو پیش کریں گے تو خدا تعالیٰ کی ہستی کے دلائل مہیا کریں گے۔

آیت نمبر ۷۰:" اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ .... الخ"۔ بَسْطَةً کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ اس کے متعلق عجیب و غریب روایات اور فرضی کہانیاں مفسرین اور علماء نے بنا رکھی ہیں۔ بعض نے قرآن میں انہیں داخل کرنے کی کوشش کی ہے جو انتہائی مضحکہ خیز ہیں مثلاً مفسرین کہتے ہیں کہ دو بڑے بڑے قد آور آدمی تھے۔ عوج بن عنق ان ہی میں سے تھا۔ اس کا قد اتنا بڑا تھا کہ سمندر سے مچھلیاں پکڑ کر سورج کے سامنے کر کے ان کو بھون کر کھا جاتا تھا۔ جب موسیٰ نے اسے مارا تو آپؑ پہاڑ پر چڑھے۔ سوٹا جو ستّر گز لمبا تھا، ہاتھ میں لیا۔ خود بھی ستّر گز اونچے تھے۔ اور پھر ہوا میں ستّر گز چھلانگ لگا کر کودے اور اسے وہ عصا مارا تو وہ اس کے ٹخنے کے نیچے لگا۔

آیت نمبر ۷۴:" وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اونٹنی کو اس زمانہ میں ایک نشان (Symbol) بنایا گیا کیونکہ صالحؑ اس پر سوار ہو کر دور دور تک خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچایا کرتے تھے۔ تو جب انہوں نے اونٹنی پر ہاتھ ڈالا تو گویا نَاقَةُ اللّٰهِ پر ہاتھ ڈالا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صالحؑ کی ساری قوم کونچیں کاٹنے میں شامل نہیں تھی گو ان کی تعداد بڑی تھوڑی تھی جنہوں نے یہ حرکت کی لیکن باقی ساری قوم خاموشی کی وجہ سے گویا ان کے ساتھ تھی اور ان کی تائید کر رہی تھی اس لئے ان سب پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ اس زمانہ میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت کی جن کتب کو ضبط کیا جا رہا ہے یہ بھی گویا نَاقَةُ اللّٰهِ پر ہاتھ ڈالے جانے کے مترادف ہے۔ اس لئے ان کا بھی وہی حال ہو گا۔ پاکستان میں بھی اسی قسم کے حالات ہیں۔

آیت نمبر ۷۵:" وَاذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اب بھی لوگوں نے پہاڑوں میں ایسی غاریں بنائی ہوئی ہیں جو باہر سے تو عام غار لگتی ہیں لیکن اندر محل کی طرح کمرے ہوتے ہیں اور سجایا گیا ہوتا ہے۔ باقاعدہ قالین وغیرہ بچھے ہوتے ہیں اور اندر سے بہت وسیع جگہ ہوتی ہے۔ میں نے بھی لبنان میں ایسی غاریں دیکھی ہیں۔ تو یہ باتیں انسان کی فطرت میں داخل ہیں جن کا ذکر خدا تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے۔

آیت نمبر ۷۸:"فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ .... الخ"۔ علامہ محمود بن عمر الزمخشری فرماتے ہیں کہ "اونٹنی کی ٹانگیں کاٹنے کا فعل ان سب کی رضامندی کی وجہ سے پوری ثمود قوم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اگرچہ اونٹنی کی ٹانگیں کاٹنا چند آدمیوں کا فعل تھا"۔

آیت نمبر ۷۹:" فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ .... الخ"۔ مفردات امام راغب میں اَلرَّجْفَةُ کے متعلق لکھا ہے کہ الرَّجْفُ بہت زور سے لرزنا۔ رَجَفَتِ الْاَرْضُ زمین میں زلزلہ آیا۔ بَحْرٌ رَجَّافٌ متلاطم سمندر ...... اَلْاِرْجَافُ جھوٹی افواہ یا کسی کام کے ذریعہ اضطراب پھیلانا۔ محاورہ ہے اَلْاَرَاجِيْفُ مَلَاقِيْحُ الْفِتَنِ جھوٹی افواہیں، فتنوں کی جڑ ہیں"۔

علامہ فخر الدین رازیؒ اس آیت کے بارہ میں فرماتے ہیں "اس آیت کے بارہ میں ملحدین نے طعن و تشنیع کی ہے کہ قرآن کریم میں کبھی اَلرَّجْفَةُ، کبھی اَلطَّاغِيَةُ اور کبھی اَلصَّيْحَةُ کے الفاظ آئے ہیں۔ اور انہوں نے اس سے تناقض کا واجب ہونا خیال کیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ابو مسلم کے نزدیک اَلطَّاغِيَةُ حد سے تجاوز کرنے والی چیز کا نام ہے خواہ وہ جاندار ہو یا غیر جاندار۔ اور یہاں 'ۃ' مبالغہ کی ہے۔ اور ظالم بادشاہ کو طَاغِيَة اور طاغوت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اَلرَّجْفَةُ زمین میں زلزلہ کو کہتے ہیں اور یہ عام طریق سے ہٹ کر حرکت ہے اس لئے اَلطَّاغِيَة نام کا اس پر اطلاق غیر بعید نہیں۔ الصَّيْحَة اغلباً زلزلہ ایک زبردست خطرناک آواز کو متلزم ہے اور الصَّاعِقَةُ غالب طور پر زلزلہ کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے۔ اور اسی طرح اَلزَّجْرَةُ۔ پس طعن کرنے والے کا اعتراض باطل ثابت ہوا۔(تفسیر کبیر رازی)

آیت نمبر ۸۱، ۸۲:"وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ. اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ایسی بے حیائی نہیں تھی کہ صرف ایک فرد تک ہی رہتی بلکہ یہ ایسی بے حیائی تھی جس نے پھیل کر ساری قوم کو برباد کر دیا۔ نہ صرف یہ کہ وہ ایسی بے حیائی میں مبتلا تھے بلکہ دوسروں کو بھی اس پر ابھارا کرتے تھے۔

آیت نمبر ۸۲ میں اللہ تعالیٰ نے وجہ بیان فرمائی ہے کہ کیوں ان کی جڑ کاٹ دی گئی۔ وہ چونکہ مردوں کے پاس جاتے تھے اس طرح اولاد تو ہو نہیں سکتی تھی گویا وہ صحیح طریق کو چھوڑ کر ایسا طریق اختیار کر رہے تھے جس سے نسل ہی نہ چلے تو خدا تعالیٰ نے فیصلہ فرمالیا کہ انہیں ہی ختم کر دیا جائے۔

آیت نمبر ۸۳:"وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ .... الخ"۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "لوط کی قوم نے فسق و فجور میں جبر تک نوبت پہنچائی اور جب ان کو سمجھایا گیا تو لوط اور اس کے اصحاب کی نسبت انہوں نے اپنے رفیقوں کو وہ کہا کہ جو قرآن شریف میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ۔ یعنی ان لوگوں کو اپنے گاؤں سے باہر نکالو۔ یہ تو طہارت اور تقویٰ لئے پھرتے ہیں یعنی ہمارے مخالف اَور اَور باتیں لوگوں کو کہتے ہیں۔ پس خدا کا غضب ان ہی قوموں پر بھڑکا اور ان کو صفحہ زمین سے ناپید کر دیا"۔(الحکم جلد ۹ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۴/اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

آیت نمبر ۸۴:" فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ علامہ رازی اس جگہ اَهْلَهٗ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ "یہ بھی ممکن ہے کہ اَهْلَهٗ سے مراد آپ کے وہ انصار اور متبعین ہوں جنہوں نے آپ کا دین قبول کر لیا تھا۔ اور یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اَهْلَهٗ سے مراد نسبی لحاظ سے آپ سے تعلق رکھنے والے ہوں"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ درست ہے۔ اس سے یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ مراد روحانی متبعین ہوں۔

آیت نمبر ۸۵:"وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آتش فشاں کے پھٹنے سے جو بارش برسی ہے اسے مَطَرًا کہا گیا ہے یعنی ایک قسم کی بارش۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے "اس سے مراد بارش نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ زمین زلزلہ کی وجہ سے اوپر اڑ گئی۔ اور پھر واپس آکر ان پر گر گئی۔ گویا آتش فشاں پہاڑ کا نقشہ تھا ورنہ اوپر سے پتھر برسنا سنت اللہ سے ثابت نہیں۔ البتہ آتش فشاں پہاڑوں سے لاوا اڑ کر کئی کئی میل تک پتھر اڑ کر واپس آکر گرتے ہیں۔ یہ قوم پہاڑی علاقہ میں رہتی تھی۔ زلزلہ سے ایسی صورت پیدا ہو گئی"۔

آیت نمبر ۸۶:" وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا .... الخ"۔ حضرت شعیبؑ نے قوم سے فرمایا کہ تول پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلایا کرو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جب معمولی چیزوں میں کوتاہیاں شروع ہو جائیں تو وہ بڑی برائیوں پر منتج ہوا کرتی ہیں۔ جب لینے کے پیمانے اَور اور دینے کے اَور ہو جائیں تو وہ قوم تباہ ہو جایا کرتی ہے۔ یہی حال اب بڑی قوموں کا ہے۔

آیت نمبر ۸۹:" قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ قَرْيَتِنَا ...... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت اس تعلق میں خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ جب لوگ سمجھتے ہیں کہ پیغام حق پھیل کر ہی رہنا ہے اور ان کا کوئی زور نہیں چلتا تو وہ یہ دھمکیاں دیتے ہیں کہ ہم تمہیں بستی سے نکال دیں گے۔ لیکن پھر نکلنے بھی نہیں دیتے۔ چنانچہ آنحضورؐ کے ساتھ یہی کیا گیا۔ یہ دراصل اپنی شکست کی علامت ہوا کرتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ دلائل کی رو سے بھی یہ ہم پر غالب آچکے ہیں اور ہمارا انہیں روکنے کے لئے کوئی زور نہیں چل سکتا تو پھر وہ اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آتے ہیں۔ حضرت شعیبؑ کا یہ زبردست قول ہے کہ اس صورت میں بھی کہ ہمیں سخت ناپسند بھی ہو تو پھر بھی تم ہمیں اپنی ملت میں واپس لانا

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)

Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road

Daryaganj New Delhi-110002

(INDIA)

چاہو گے یا بستی سے نکالنا چاہو گے ؟۔

درس قرآن کریم ۶/ جنوری ۲۰۰۰ء۔ (سورۃ الاعراف آیت ۹۰ تا ۱۰۷)

آیت نمبر ۹۰: " قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا......... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں مومنوں کے لئے بہت سے سبق ہیں۔ اس سے قبل حضرت شعیب نے فرمایا تھا کہ خواہ ہم کراہت ہی کرتے ہوں تم کیسے ہمیں واپس اپنے دین میں لے جا سکتے ہو؟ اس میں جبر کی کلی نفی ہے۔ اب یہاں اس آیت میں شعیبؑ بہت گہری بات فرماتے ہیں کہ اللہ تو ہمیں تمہاری ملت سے نجات دے چکا ہے اس لئے ہم اگر اس میں واپس آئیں تو ہم تو اللہ پر جھوٹ گھڑنے والے ہونگے اور ہمارے لئے ہرگز یہ ممکن نہیں کہ ہم اس میں واپس آئیں۔ ہاں البتہ اللہ کو اختیار ہے۔ اس کا علم سب سے افضل ہے۔ اگر وہ چاہے کہ ہم لوٹ آئیں تو پھر ہی ممکن ہو سکتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کے علم کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یہ شعیبؑ کی عجز وانکساری کی انتہاء ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو پہلے والی حالت میں لوٹا دے گا۔

علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں "واضح ہو کہ حضرت شعیبؑ نے اپنی بات کو دو چیزوں کے ذکر پر ختم کیا ہے۔ ایک تو توکل علی اللہ جیسا کہ فرمایا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۔ یہ کلام حصر کے معنی دیتا ہے یعنی ہمارا توکل تو صرف اللہ پر ہی ہے نہ کسی اور پر۔ اس میں گویا آپ نے اسباب کی نفی کر دی ہے۔ اور اسباب کو چھوڑ کر مسبب الاسباب ہستی کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور دوسری چیز دعا ہے جس کا ذکر آپ نے اپنی گفتگو کے آخر پر کیا ہے، جیسا کہ فرمایا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا "۔ (تفسیر کبیر امام رازی)

آیت نمبر ۹۳: "اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا .... الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف نبیوں کی طرف منسوب ہونے والی قومیں ہی اب باقی ہیں اور ان کے مخالفین کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ بلکہ ان مخالفین کی طرف لوگ منسوب ہونے میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں جبکہ انبیاء کی طرف منسوب ہونے میں عظمت محسوس کی جاتی ہے۔

آیت نمبر ۹۵: " وَمَا اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ .... الخ"۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "اور ہم نے کسی بستی میں کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم نے انکار کی حالت میں قحط اور وباء کے ساتھ پکڑا تا اس طرح پر وہ عاجزی کریں"۔ (پیغام صلح، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۷۷)

آیت نمبر ۹۷: " وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا .... الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں "بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ۔ الہامات، الہام کے صدق کا ایک یہ نشان بھی ہے کہ اس کے ساتھ پہرہ ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (الجن:۲۸)"۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳/ستمبر ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۱۸)

"فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ ...... الخ" حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "کھولی تو بند چیز جاتی ہے۔ پس برکات کے کھلنے سے مراد یہ ہے کہ ان سے پردہ ہٹا دیتے ہیں۔ اگر برکات سے روحانی برکات مراد لی جائیں یعنی دینی علم تو معنی یہ ہونگے کہ ہم ان کو مبارک علوم سکھاتے۔ اور اگر ان سے ظاہری جسمانی فضل مراد ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ ہم ان پر برکات کے دروازے کھول دیتے۔ برکات وعلوم زمینی اور آسمانی دونوں قسم کے ہوتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ ہم انہیں زمینی علوم بھی سکھاتے جو ایک انسان دوسرے سے سیکھتا ہے اور آسمانی علوم بھی سکھاتے جو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں پر نازل کرتا ہے"۔

آیت نمبر ۱۰۱: " اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَا .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پہلی قومیں جو بہت ترقی کر چکی تھیں آخر انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ اب مثلاً امریکہ کو دیکھیں کہ کتنی ترقی کر چکا ہے لیکن جیسے پہلے ہوتا چلا آیا ہے اسی طرح اب بھی ہو گا ہر قوم کی تباہی مقدر ہوتی ہے اور ساری شان و شوکت ان کی جاتی رہتی ہے۔

آیت نمبر ۱۰۲: " تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا .... الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں ذکر ہے کہ بعض بستیاں جن کا ذکر نام بنام آنحضورؐ سے کیا گیا ہے لیکن بہت سی ایسی بستیاں بھی ہیں جن کا ذکر نہیں ہوا۔ چنانچہ اب کافی بستیوں کے آثار کا پتہ چل چکا ہے جو قرآن کی صداقت کی دلیل ہے۔ عاد اولیٰ جس کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے، ان کے بارہ میں اعتراض کیا جاتا تھا کہ ان کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ لیکن آثار قدیمہ کے ماہرین نے جو مسلمان نہیں ہیں ان کا بھی پتہ چلا لیا ہے اور قرآن کریم کا حوالہ دے کر ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم کا بیان بالکل درست ہے۔

ثمود اور عاد کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "ثمود کا علاقہ مدینہ سے شام تک ہے۔ یہی اصحابُ الحِجر ہیں۔ عاد کا اصل وطن یمن ہے۔ لیکن عاد کی فتوحات اتنی تھیں اور ان کا دائرہ اس قدر وسیع تھا کہ عرب میں مشہور تھا کہ انہوں نے ساری دنیا کو فتح کر لیا تھا۔ اس کا تو تاریخی ثبوت نہیں مگر یہ ضرور صحیح ہے کہ انہوں نے سارے عرب کو ضرور فتح کر لیا تھا۔ ان کے تاریخی حالات محفوظ نہیں سوائے جھوٹے بناوٹی عربی قصوں کے جو بطور ناول کے ہیں۔

عاد کے لوگ اس قدر پرانے ہیں کہ نشانات سے بھی ان کا پتہ نہیں لگتا۔ ہاں ثمود کے کچھ کچھ نشانات ملے ہیں۔ البتہ عاد کے متعلق اتنا معلوم ہوتا ہے کہ بعض پہاڑی علاقوں میں ان کی عمارتوں کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ ہاں یہ ثبوت ملتا ہے کہ یہ اقوام مشرک تھیں اور بتوں کی پرستش کرتی تھیں۔

اس آیت کے متعلق حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں "یعنی پہلی امتوں میں جب ان کے نبیوں نے نشان دکھلائے تو ان نشانوں کو دیکھ کر بھی لوگ ایمان نہ لائے کیونکہ وہ نشان دیکھنے سے پہلے تکذیب کر چکے تھے۔ اسی طرح خدا ان کے دلوں پر مہریں لگا دیتا ہے جو اس قسم کے کافر ہیں جو نشان سے پہلے ایمان نہیں لاتے"۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۲۳،۲۲۴)

آیت نمبر ۱۰۸: " فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مفسرین بہت عجیب و غریب بحثوں میں الجھ گئے ہیں مثلاً حضور نے تفسیر الکشاف از علامہ زمخشری کے حوالہ سے بتایا کہ لکھا ہے کہ "روایت ہے کہ وہ ایک نر سانپ تھا۔ اس کے سر اور داڑھی کا درمیانہ فاصلہ ۸۰ گز تھا اور نچلی داڑھ زمین کے اندر رکھتا تھا اور اوپر والی داڑھ محل کی دیوار پر۔ پھر وہ فرعون کی طرف متوجہ ہوا تا کہ اس کو پکڑے۔ پھر فرعون نے اپنے تخت پر سے چھلانگ لگائی اور ڈر کر بھاگ گیا اور لوگ بھی ڈر کر بھاگے اور انہوں نے چیخیں ماریں اور ان میں سے ۲۵۰۰۰ مر گئے اور بعض نے بعض کو روند ڈالا اور فرعون اپنے محل میں داخل ہو گیا اور اس نے چیخ کر کہا کہ اے موسیٰ اس سانپ کو پکڑ لے۔ میں تیرے پر ایمان لاتا ہوں اور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو آزاد کرتا ہوں"۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سب فرضی قصے بنائے گئے ہیں اور ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سانپ کے لئے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر مختلف الفاظ آئے ہیں جیسے ثُعْبَانٌ ، حَيَّةٌ ، جَآنٌّ۔ بعض اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ قرآن کریم کے دشمن اعتراض کرتے ہیں کہ یہاں ثُعْبَانٌ کا لفظ رکھا ہے، سورۃ طٰہٰ میں حَيَّةٌ کا لفظ رکھا ہے اور سورۃ قصص میں جَآنٌّ کہا ہے تو یہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ کسی جگہ ثُعْبَانٌ اور کسی جگہ حَيَّةٌ قرار دیتا ہے۔ اس کے کئی جواب ہو سکتے ہیں۔ (۱) ثعبان اژدھا اور سانپ دونوں کو کہتے ہیں۔ لغت میں ثُعْبَانٌ، حَيَّةٌ کو کہتے ہیں اور حَيَّةٌ چھوٹے بڑے دونوں قسم کے سانپوں کو کہتے ہیں۔ تو ثُعْبَانٌ حَيَّةٌ اور حَيَّةٌ ثُعْبَانٌ ہو گیا"۔

حضور نے فرمایا کہ بعض مفسرین نے جَآنٌّ سے چھوٹا سانپ مراد لیا ہے جو اس سے مطابقت نہیں رکھتا مگر جَآنٌّ جن کو بھی کہا جا سکتا ہے گویا وہ ان کو جن کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اصلیت تبدیل نہیں ہوئی تھی۔ آنکھوں پر جادو ہو جاتا تھا۔ سوٹیاں پھینکنے سے سانپوں میں تبدیل ہو جانے کا واقعہ سچ مچ کا واقعہ نہیں تھا اور نہ سوٹیوں نے حقیقۃً اپنی ماہیت تبدیل کی تھی۔ انہیں نظر ایسے آرہا تھا۔ لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا گیا تھا۔ سحر نے موسیٰؑ کو بھی نہیں چھوڑا اس لئے آتا ہے کہ وہ وہاں سے ڈر کر بھاگے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ موسیٰؑ بھی ان کے آنکھوں کے جادو کا شکار ہوئے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے انہیں بچالیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سوٹا ان کے جادو کو نگل گیا۔ جادو سے آنکھوں کو بند کرنا اور دماغ کو جکڑنا مراد ہے۔ اسی کو مسمریزم کہا جاتا ہے۔

آج چونکہ اس رمضان المبارک کا آخری درس قرآن کریم تھا اس لئے آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کروائی۔ (اس کا ذکر قبل ازیں الفضل انٹرنیشنل میں آچکا ہے)

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو صحت و تندرستی والی فعال لمبی عمر سے نوازے اور ہمیں توفیق بخشے کہ ہم آپ کے بیان فرمودہ قرآنی معارف سے بھرپور استفادہ کرنے والے ہوں۔

(خلاصہ مرتبہ :منیر الدین شمس)

تصحیح

بدر مجریہ ۶ جولائی کے صفحہ ۱ پر عنوان کی پہلی لائن میں "کہ" کی بجائے "کر" لکھا گیا ہے اصل عبارت یہ ہے "اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اسکا حرکت و سکون نہ ہو گا"۔

۲- بدر مجریہ ۱۳ جولائی کے صفحہ ۱ پر درس القرآن مورخہ ۳۰ دسمبر ۹۹ء تا ۳ جنوری ۲۰۰۰ کی بجائے ۲۰۰۱ لکھا گیا ہے۔ قارئین درستی فرمالیں۔

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039 .

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P. 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 2370509

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادات کے آئینہ میں

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان

احباب کرام ہمارے نبی اکرم ﷺ نے اپنے پیدا ہونے سے لیکر اپنی زیست کے آخری لمحات تک کوئی ایسا وقت نہیں گذارا جو ذکر الٰہی سے خالی ہو۔ وہ پاک وجود خدا تعالیٰ میں بالکل محو ہو گیا تھا۔ اس کی نظر میں سوائے معبود برحق کے کوئی اور وجود بسا ہی نہ تھا اندازہ کیجئے وفات کا وقت ہے عام حالات میں مرنے والا پے در پے اپنی خواہشات کا ذکر کرتا ہے اور اپنے اوقات کو وصیت میں صرف کرتا ہے کہ میری بیوی سے یہ سلوک کرنا میرے بیٹوں سے حسن سلوک سے پیش آنا فلاں سے اس قدر روپیہ لیا ہے فلاں کو اس قدر روپیہ دینا ہے غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو روزمرہ کی زندگی میں دیکھنے کو ملتی ہیں مگر ہمارا آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ہزاروں باتوں میں دوسرے انسانوں سے اعلیٰ اور مختلف ہیں وہاں اس بات میں بھی دوسروں سے بالاتر ہیں۔ ایک بہت بڑی حکومت کا مالک اور بادشاہ تھا ہزاروں قسم کے انتظامات اس کے زیر نظر تھے لیکن وفات کے وقت اسے ان میں سے کسی کا خیال تک نہیں آتا۔ نہ وہ آئندہ کی فکر کرتا ہے نہ ملکی انتظامات کے متعلق وصیت کرتا ہے نہ اپنے رشتہ داروں کے متعلق ہدایات لکھواتا ہے اگر اس کی زبان پر کوئی فقرہ جاری ہے تو وہ یہ ہے کہ:

اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

کہ اے اللہ تو بلند شان والا میرا مہربان دوست ہے میں تیری طرف آرہا ہوں۔ میں تیری طرف آرہا ہوں۔

(بخاری کتاب المغازی)

سبحان اللہ! کتنا اطمینان ہے کتنا تسکین قلب ہے ساری عمر آپ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہے اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے خلوت و جلوت غرض کہ ہر جگہ آپ کو خدا ہی خدا یاد تھا اور اس کا ذکر آپ کی زبان پر جاری رہتا تھا۔ اور اب جبکہ وفات کا وقت آیا تب بھی بجائے کسی دنیاوی اغراض کی طرف توجہ دینے کے خدا ہی آپ کے سینہ میں آباد تھا۔ اور جن کو چھوڑ چلے تھے بجائے ان کی فرقت کے صدمہ کے جس سے ملنا تھا اس کی ملاقات کی تڑپ تھی۔

فِدَاہُ اَبِی وَاُمِّی یا رسول عربی آپ نے ذکر الٰہی کی جو مثال دنیا میں قائم کی اور جو اُسوہ دنیا میں چھوڑا تا قیامت دنیا آپ پر درود بھیجتی رہے تو بھی آپ کا غلام یہی صدا بلند کرے گا۔

؎ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

خشیت الٰہی

عبادت الٰہی اور ذکر الٰہی کے ذریعہ جب عبد کامل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی عبودیت کو انتہائی مقام تک پہنچا دیا تو معبود برحق نے آپ کو روحانیت کے اعلیٰ مقام پر پاکر آپ کے مقام و منصب کی تعیین کر دی اور اعلان فرمایا کہ:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

(الانبیاء آیت ۱۰۸)

کہ اے میرے پیارے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تجھے اپنے میں فنا پا کر اس قابل پایا کہ تجھے عام دنیا کے لئے رحمت کا مجسمہ بنادیا۔

پھر لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کے اعلان کے ساتھ دنیا والوں کو متنبہ کر دیا کہ میں نے اس ذات کو ہر طرح قابل پاکر "رحمۃ للعالمین" کے منصب پر فائز کیا ہے اس کی عملی زندگی کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کر دیا ہے کہ اب تمہارے لئے کوئی راہ نجات نہیں بجز اس رسول کے نقش پا کے پھر عبد کامل صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو میری طرف سے لوگوں میں یہ بھی منادی کر دے کہ:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ (آل عمران آیت ۳۲)

کہ اگر تم اللہ کے پیار کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو یہ اسی خدا کا اعلان ہے کہ تم میری ڈگر پر چلتے چلے آؤ۔ یہ مقام و منصب تھا خدا تعالیٰ کی نظر میں ہمارے آقا مطاع سرکار دو جہان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو سکتا تھا کہ کوئی یہ خیال کرے کہ اللہ نے یونہی آپ کو بڑھا چڑھا کر رتبہ و منصب عطا کر دیا تو اس کا بھی جواب دے دیا کہ میں نے اس رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو یونہی یہ مرتبے عطا نہیں کر دیئے بلکہ اس کو اپنے میں فنا دیکھکر اور عبودیت کے اعلیٰ مقام پر پا کر کہ جس کا اظہار اس نے شرماتے شرماتے میرے اصرار پر اس طرح کیا:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (انعام آیت ۱۶۳)

کہ میری عبادتیں میری قربانیاں اور میری جاں نثاریاں اور میری زندگی اور میری موت غرض کہ سب کچھ خدا رب العالمین پر قربان ہے میں نے اسے اس مقام و منصب پر بٹھایا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ رسول عربی اس کا خوب خوب سزاوار تھا۔

احباب کرام عبد کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اعلیٰ وارفع مقام و منصب کو بیان کرنے کی غرض صرف یہ ہے کہ ہمارے آقا کو ان تمام منصب اور رتبوں کے باوجود اپنی بشریت اور عبودیت کا برابر احساس رہتا تھا۔ خدا کی عظمت اور جلال کے سامنے ہمیشہ خوف دامنگیر رہتا آپ اللہ کے چہیتے تھے۔ لیکن کبھی مقام عبودیت میں فرق نہ آنے دیا۔ خشیت الٰہی کے مجسمہ تھے آپ اور تصویر تھے فرمان الٰہی کے۔ کہ:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ (فاطر آیت ۲۹)

کہ اللہ کے بندوں میں سے جو عالم ہوتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف عالم ہی نہ تھے بلکہ عالموں کے سردار تھے اور ساتھ ہی عرفان کے انتہائی مقام پر پہنچے ہوئے تھے اور اس بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس قول کے مصداق تھے کہ:

"ہر کہ عارف تر است ترساں تر"

کہ جو جتنا زیادہ عارف باللہ ہوتا ہے اتنا ہی خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے۔

خشیت الٰہی عبودیت کی صفات میں سے ہے اس کا غلبہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر تھا کہ آپ نے کبھی بھی اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کیا۔ چنانچہ بخاری میں روایت ہے:

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کریگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہ ہوں گے؟ فرمایا: نہیں اگر خدا کا فضل اور رحمت مجھے ڈھانپ لے تو ہی میں جنت میں داخل ہوں گا۔۔۔"

پھر حضرت ابو ہریرہؓ ایک دوسرے مقام پر بیان فرماتے ہیں:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْکِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَاءِ۔ (بخاری)

کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے پناہ مانگتے تھے کہ مجھ پر کوئی ایسی مصیبت نہ آئے جو میری طاقت سے بڑھ کر ہو۔ کوئی ایسا کام در پیش نہ آجائے جس کا نتیجہ ہلاکت ہو۔ اور کوئی خدا کا فیصلہ ایسا نہ ہو کہ جس کو میں ناپسند کروں اور کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے میرے دشمن کو خوشی کا موقعہ ملے۔

اس دعا سے ظاہر ہے کہ آپ کے دل میں کیسی خشیت الٰہی تھی اور آپ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کیسا کمزور اور ناتواں سمجھتے تھے۔ یہی حقیقی عبودیت ہے جس کی اقتدا کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔

عشق الٰہی

اس بات کا ثبوت کہ آنحضرت ﷺ عبد کامل تھے آپ کے سیرت طیبہ کے اُن اوراق پر نظر کرنے سے بھی ملتا ہے جو آپ کے عشق الٰہی کی حسین داستانوں سے رنگین ہے۔ یوں ہزاروں اور لاکھوں عابدین اور شاکرین نے خدا کی محبت کے سر الاپے ہیں مگر ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے عشق میں جو صدق و وفا دکھلایا آج بھی اس کی مثال ناپید ہے۔

حضرت نبی اکرم ﷺ کی عشق الٰہی کی داستان غار حرا سے شروع ہوئی اور ۲۳ سال کے زمانہ پر محیط ہو گئی۔ آپ کی یہ تئیس سالہ زندگی کا ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے اس طور پر معمور ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قابل تقلید نمونہ قرار دیا۔ اور اسے بڑی عزت و عظمت بخشی۔ چنانچہ فرمایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ کہ اے لوگو! اگر تم اللہ کی محبت کے خواہاں ہو تو میرے پیارے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر گامزن ہو جاؤ۔ بجز اس راہ کے اور کوئی راہ نہیں کہ جس پر چل کر تم خدا کی محبت کو حاصل کر سکو۔

احباب کرام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق الٰہی کیونکر بندگان خدا کے لئے اُسوہ قرار پایا اور کیونکر خدائے عزوجل کو بے حد پسند آیا اس کی ایک جھلک آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

شرک اور بتوں کی حکومت دنیا کے چپہ چپہ پر چھائی ہوئی تھی خشکی اور تری دونوں میں اس کی جڑیں نہایت مضبوطی سے قائم ہو چکی تھیں۔ خدا نے خود اس کی تصدیق کی جیسا کہ فرماتا ہے۔ ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ کہ خشکی و تری میں فساد ہی فساد تھا۔ خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ دنیا کی یہ حالت اب مزید باقی رہے۔ اس لئے فیصلہ کیا کہ شرک و کفر کی حکومت کو دنیا سے نیست و نابود کر کے خالص توحید کی حکومت قائم کرے اس غرض کے لئے اس نے کامل نظام شریعت کو تشکیل دیا۔ جس میں بتوں کی حکومت کے استیصال اور توحید کے قیام کے اصول و قوانین کو انتہائی تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ اور پھر اس نظام شریعت کو آسمان و زمین اور پہاڑوں کے سامنے رکھا تا کہ وہ اسے دنیا میں نافذ کریں۔ انہوں نے اسے دیکھا اور کفر کی آہنی قوتوں کا جائزہ لیا اپنے

آپ کو بے بس پاکر کانپ اُٹھے اور خدا کے روبرو اسے اٹھانے سے انکار کر دیا جیسا کہ خدا نے خود بیان کیا:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمٰنَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا۔

کہ ہم نے کامل نظام شریعت کو آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تھا لیکن اس کے اٹھانے سے انہوں نے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے۔

چونکہ خدا تعالیٰ اس نظام شریعت کو نافذ کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا اس نے اپنے بندوں پر پھر ایک نظر ڈالی اس نے دیکھا کہ ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں اس کا ایک عابد بندہ اس کی محبت میں تڑپ رہا ہے اس نے اسے اس کام کے لئے منتخب کیا اور اس کے سامنے اس نظام شریعت کو رکھ دیا۔ اس کے بعد کیا ہوا خدا کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے:

وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ (احزاب آیت ۷۳)

کہ میرا بندہ جو پہلے ہی میری محبت میں دیوانہ ہو رہا تھا بلا کسی انجام کی پروا کئے اس نظام شریعت کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا اور اپنے محبوب کا تحفہ سمجھکر اپنے سینہ سے چمٹا لیا اور اس پر دل و جان سے فدا ہو گیا۔

احباب کرام کیا آپ جانتے ہیں یہ نظام شریعت کیا تھا یہ اس خدائے ذوالجلال والاکرام کا کلام قرآن مجید تھا اور وہ تنگ و تاریک کوٹھری غار حرا تھی۔ اور وہ عابد بندہ آمنہ کے لعل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

اب شریعت اسلامیہ کا نفاذ آپ کے ذمہ تھا شرک کا استیصال اور قیام توحید کا عظیم الشان کام آپ کے سپرد تھا۔ کام شروع ہوا وہ تن تنہا توحید کا علمبردار تھا اور شرک کی آہنی قوتیں اس کے بالمقابل تھیں سخت مقابلہ ہوا مکہ کی گلیوں میں آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اس کے نتیجہ میں بتوں کے پرستاروں نے عاشق الٰہی کو سخت اذیتیں دیں۔ ۱۳ سال تک خدا کے دشمنوں نے اللہ کے اس بندے کو اللہ کی محبت کے جرم میں ہر وہ دکھ جو وہ دے سکتے تھے دیئے۔ راستے میں چلنا پھرنا حرام کر دیا۔ پیچھے سے آوازیں کسیں۔ جسم مبارک پر کوڑا کرکٹ پھینکا۔ جب خدا کے حضور سجدہ میں جاگرے تو غلاظت سے بھری اوجھڑی پیٹھ مبارک پر رکھ دی۔ غرض خدا کی محبت کے پاداش میں بڑے دکھ جھیلے۔ بڑی محنت اور جانفشانی سے غریبوں کی ایک جماعت توحید کی دم بھرنے والی تیار ہوئی بتوں کے پجاریوں نے ان سے بڑی بے رحمانہ سلوک کیا۔ تپتے ریت پر لٹایا۔ بھوک اور ننگ کی تکلیف دی۔ بہتوں کا خون کر دیا اور اکثر بے وطنی کی زندگی جینے پر مجبور ہو گئے۔ ان کے مال و اسباب لوٹ لئے اور وہ بھی صرف اس جرم میں کہ وہ ہمارے آقا و مطاع کی طرح خدا کی محبت میں گرفتار ہو چکے تھے۔ اپنے ساتھیوں کی حالت خدا کے اس عاشق صادق نے اپنی آنکھوں سے دیکھی مگر قربان جائیے اس عشق و محبت پر کہ ہر تکلیف پر آپ کا قدم آگے سے آگے ہی بڑھتا گیا۔ محبوب کی حکومت کے قیام کے لئے آپ کی سرگرمیاں اور تیز ہو گئیں اہل مکہ نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی طرح توحید کی منادی کا زور ٹوٹ جائے مگر وفاؤں کے خاتم کے سامنے ایک نہ چلی تھک کر مصالحانہ تجویز پیش کی اہل مکہ نے کہ آپ ہمارے بتوں کو پوج لیں اور ہم آپ کے خدا کو پوج لیں گے۔ اس طرح دونوں کا مقصد حل ہو جائے گا۔ محبت کا کرشمہ دیکھئے عشق کی قوت دیکھئے جواب دیتے ہیں۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ۔ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ۔

کہ اے کافرو! سُن لو میری غیرت ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ میں اپنے محبوب مولیٰ کی موجودگی میں کسی اور کی عبادت کروں یہ بے غیرتی تو تمہارے بتوں کی پیداوار ہے۔ جنہوں نے تمہارے دلوں میں پیدا کر دی ہے۔ اور یہ تمہارے عمل سے ظاہر ہے کہ تم بھی میرے معبود برحق کی عبادت نہیں کرتے ہو عاشق خدا کے جواب نے اہل مکہ کے تن بدن میں آگ لگا دی۔ ظالموں نے ظلم کا دروازہ اور وسیع کر دیا سوشل بائیکاٹ کیا۔ شعب ابی طالب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ محصور ہو گئے۔ ایک ایک قطرہ پانی کے لئے ترسا دیا۔ اس ظلم سے بڑی قیمتی جانیں تلف ہو گئیں بھوکے پیاسے معصوم بچوں نے ایک ایک قطرہ دودھ کے لئے ماؤں کے سینوں سے لگ کر بلک بلک کر گذارا۔ آخر خدا نے فضل کیا رہائی ملی اس ظلم سے۔ شرک اور کفر کے خلاف وعظ پھر شروع ہوا بتوں کے پرستار بتوں کے خلاف اس اُمڈتے سیلاب کی تاب نہ لا سکے جب کچھ سمجھ ہی نہ آیا تو عورت مال اور سرداری کی کرسی آپ کے سامنے رکھ دی اور کہا کہ یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے بتوں کے خلاف وعظ بند کر دیں۔ اور بند کر دیں نعرہ ہائے توحید کی صداؤں کو۔

چونکہ اہل مکہ کا اندازہ غلط تھا اس لئے یہ تجویز بھی کام نہ آئی۔ آپ نے انہیں جواب دیا کہ تم نے جو چیزیں پیش کی ہیں ان کی کیا حقیقت، اس سے آگے بڑھو اور سورج اور چاند کو لاکر میرے ہاتھوں پر رکھ دو تب بھی میں اپنے محبوب کے سرُ کو ہی الاپوں گا۔ اُسی کے نام کا جاپ کروں گا اور دمِ آخر تک اس کے نام کو بلند کروں گا۔ قریش مکہ کا سارا جسم جل اٹھا انتقام کی آگ پوری قوت کے ساتھ بھڑک اُٹھی۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ خدا کے اس دیوانے کو قتل کر دو۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ منصوبہ تیار ہوا مگر خدا نے فضل کیا اور یہ منصوبہ کامیاب نہ ہو سکا مگر اتنا ضرور ہوا کہ خدا کے اس عشق میں عبد کامل ﷺ کو بے وطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا۔ وطن چھوٹ چکا تھا اور اب آپ مدینہ میں تھے خیال تھا اب سکون سے محبوب کی بندگی ہو گی توحید کی منادی ہو گی اور عشق الٰہی کے گیت گائے جائیں گے مگر ایسا نہ ہوا۔ اہل مکہ نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا۔ مختلف جنگوں میں آپ کو گھسیٹا اس پر بھی بس نہ کیا بلکہ کفر کی تمام قوتوں کو یکجا کیا اور مدینہ پر حملہ کر دیا۔

احباب کرام دور کا بھی واسطہ نہ تھا اس عاشق الٰہی کو ان جنگو سے اور ان خونریزیوں سے مگر عشق و محبت کی پیائش بھی تو ہونی تھی۔ خوب امتحان لیا محبوب نے اپنے محب کا ہمارے آقا و مطاع سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عشق کا امتحان دیتے دیتے صدق و وفا کی راہوں کو عبور کرتے چلے گئے۔ اور آخر وہ دن آ گیا جبکہ خدا وحدہ لاشریک کا تشکیل دیا نظام شریعت اپنی پوری قوت اور صداقت کے ساتھ دنیا پر چھا گیا اور اس کا پہلا دن فتح مکہ کا دن تھا جبکہ آسمان سے صدا بلند ہو رہی تھی۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل آیت ۸۲)

کہ بے شک آج شرک و کفر کی حکومت کا استیصال ہو چکا ہے اور توحید کی نئی حکومت اپنی پوری شان کے ساتھ قائم ہو چکی ہے۔

احباب کرام کیا اب بھی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عبد کامل تھے۔

عاجزی وانکساری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے بعض اور اوراق ہیں جو مجھے دعوت دیتے ہیں کہ انہیں بھی آپ کی خدمت میں پیش کروں کیونکہ وہ آپ کی عاجزی وانکساری کے واقعات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں اور ثبوت مہیا کر رہے ہیں کہ بلاشک آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ کے عبد کامل تھے۔

یہ حقیقت ہے کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا صحیح تصور ہو اور اس کا تعلق اس بلند و برتر ہستی سے ہو تو اس کا دل عاجزی و انکساری کا مسکن بن جاتا ہے اور صحیح معنوں میں یہ کمال عبودیت کہلاتا ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کی عاجزی و انکساری کے واقعات ایک بحر ناپیدا کنار کی حیثیت رکھتے ہیں ان میں سے بعض کا ذکر ملاحظہ کیجئے۔

☆- آپ کی تواضع اور فروتنی کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو مخاطب کر کے یوں ہمکلام ہوا:

"اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے فرزند ہم میں سب سے بہتر کے فرزند آپ نے فرمایا تقویٰ سے کام لو شیطان تمہیں پھسلا نہ دے۔ میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں خدا کا بندہ ہوں اور رسول ہوں۔ خدا نے مجھے جو مرتبہ بخشا ہے اس سے آگے نہ بڑھاؤ۔"

(مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابراہیم الخلیل)

☆- پھر ایک موقعہ پر جبکہ آپ ایک بااقتدار بادشاہ تھے ایک شخص آپ سے ملنے کے لئے آیا اس پر آپ کی نبوت کا اس قدر رعب طاری ہوا کہ کانپنے لگا آپ نے اس کی اس حالت کو دیکھکر فرمایا:

"گھبراؤ نہیں۔ میں فرشتہ نہیں ہوں۔ ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی۔" (شمائل ترمذی)

☆- ہمارے آقا عبد کامل حضرت محمد مصطفیٰؐ کے عجز کی شہادت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں سماعت فرمایئے فرماتی ہیں:

"حضور جب گھر تشریف لاتے تو گھر کا کام کرتے۔ بکریاں دوہتے۔ اپنی جوتی خود سی لیتے۔ اور گھر کے کام کاج میں ہمارا ہاتھ بٹاتے۔"

(ابن ہشام جز ۴، صفحہ ۸۶۴)

☆- سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰؐ کو اللہ تعالیٰ نے حکومت دی رعب وعزت بخشی مگر تازیست عاجزی وانکساری کا مجسمہ بنے رہے حدیث میں روایت آتی ہے۔

"جب کھانا کھانے بیٹھتے تو اکڑوں بیٹھتے ایک صحابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ کیا کیفیت ہے بیٹھنے کی؟ فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے خاکسار بندہ بنایا ہے جبار اور سرکش نہیں بنایا"۔ (شمائل ترمذی)

☆- ایک بار خدام کے ساتھ آپ سفر کر رہے تھے مختلف خدام کے سپرد مختلف کام فرمائے تو اپنے آپ کو ان لوگوں میں شامل فرمایا جن کے سپرد لکڑیاں تلاش کر کے لانا تھا۔

☆- مکہ فتح ہو چکا تھا۔ کفر کا پر غرور سر کچلا جا چکا تھا آج دشمن آپ کے رحم و کرم پر تھا دس ہزار پر جوش مجاہدین کے ساتھ میرے آقا کی سواری مکہ میں داخل ہو رہی تھی خانہ کعبہ کی چابیاں مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھیں رئیس قریش ابو سفیان آج حضور کی رکاب تھامے تھا۔ مکہ کے سب کس بل نکل چکے تھے آج ساری عزتیں محمدؐ کے خدا اور اس کے بندے کے لئے تھیں لیکن وہ فاتح مکہ اتنا سر جھکائے تھا کہ سر کجاوے سے لگا جا رہا تھا۔ دنیا کی تاریخ میں ایسے مواقع پر خاکساری اور انکساری کی ایسی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔

سامعین کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وہ حسین عبادتوں اور ذکر الٰہی کا نقشہ ہے جس کی ایک جھلک خاکسار نے قرآن وحدیث سے ابھی آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کے دور میں اسلامی عبادات اور ذکر الٰہی کے نام پر بعض ایسی بدعات علماء و صوفیا کہلانے والے شروع کر رکھے ہیں۔ جن کا دور دور تک اسلامی تعلیم میں

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 49 Thursday, 20 th July 2000 Issue No: 29

☎ (0091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(0091) 01872-70105

کہیں بھی ذکر نہیں ملتا جس میں ظاہری طور پر تو اونچی اونچی آواز میں ایسے وظائف واوراد کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا قرآن و حدیث میں کہیں ذکر نہیں۔ سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ نے ان سب وظائف واوراد کو بدعت قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ کہ ہر بدعت انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔

اصل طریق عبادت وہی ہے جو سرور کائنات حضرت رسول مقبولؐ نے سکھلایا اور خود کر کے دکھلایا ہے علاوہ ان کے سب دکھاوا اور دکانداری ہے۔ خشوع و خضوع سے نماز پڑھنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور رسول اللہؐ کی سمجھائی ہوئی دعائیں اور اذکار سب احادیث میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ صوفیوں فقیروں اور گدی نشینوں نے عبادت کے نام پر جو کچھ ایجاد کیا ہے وہ سب گمراہی کے گڑھے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس تعلق میں فرماتے ہیں:

”پیروں فقیروں صوفیوں اور گدی نشینوں کے خود تراشیدہ درودو وظائف طریق ورسومات سب فضول وبدعات ہیں جو ہرگز ہرگز ماننے کے قابل نہیں۔ اگر یہ لوگ کل معاملات دنیاوی ودینی کو ان خود ساختہ بدعات سے درست کر سکتے ہیں تو یہ ذرہ ذرہ سی بات پر کیوں تکرار کرتے کرتے جھگڑتے حتی کہ سرکاری عدالتوں میں جائز وناجائز کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ سب باتیں دراصل وقت کا ضائع کرنا اور خداداد دماغی استعدادوں کا تباہ کرنا ہے انسان اس لئے نہیں بنایا گیا ہے کہ لمبی لمبی تسبیح لیکر صبح شام لوازمات وحقوق تلف کر کے بے توجہگی سے سبحان اللہ سبحان اللہ میں لگا رہے۔ اپنا اوقات گرامی بھی تباہ کرلے اور خود اپنے قویٰ کو بھی تباہ کرے اور اوروں کو تباہ کرنے کے لئے شب و روز کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی معصیت سے بچاوے۔ الغرض یہ سب باتیں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنے سے پیدا ہوئی ہیں۔“

فرمایا:

”ہمارا مذہب یہی ہے کہ نماز میں رو رو کر دعائیں کریں تا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم کی نسیم ہم پر چلائے دیکھو شیعہ لوگ کیسے راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ حسین حسین کرتے ہیں مگر احکام الٰہی کی بے حرمتی کرتے ہیں حالانکہ حسین کو بھی بلکہ تمام رسولوں کو استغفار کی ایسی سخت ضرورت تھی جیسے ہم کو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا فعل اس پر شاہد ہے۔ کون ہے جو آپ سے بڑھ کر نمونہ بن سکتا ہے۔

(الحکم جون ۱۹۰۳)

جناب قاضی ال احمد صاحب رئیس امروہہ نے دریافت کیا کہ ”دلائل الخیرات“ جو ایک کتاب وظیفوں کی ہے اگر اسے پڑھا جائے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہی ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جابجا تعریف ہے۔

فرمایا:

”انسان کو چاہئے قرآن شریف کثرت سے پڑھے جب اس میں دعا کا مقام آئے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے۔ اور جہاں عذاب کا مقام آئے تو اس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی بلامدد وحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو وہ محدثات میں داخل ہوگی رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ایسے وظائف جس میں وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبّر میں لگادے۔ (الحکم ۳ جنوری ۱۹۰۴)

اس طرح حضور علیہ السلام ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

”نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے، استغفار ہے، درود شریف ہے۔ تمام وظائف واوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے۔ اور اس سے ہر ایک قسم کے غم وہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرہ بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اسی لئے فرمایا اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوب اطمینان وسکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں لوگوں نے قسم قسم کے ورد اور وظیفے اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے۔ اور ایک نئی شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بنا رکھی ہے۔

میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز کو سنوار کر پڑھنا چاہے۔ اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا چاہے گا تو اس سے حل ہو جائیں گی۔ نماز یاد الٰہی کا ذریعہ ہے اس لئے فرمایا اَقِمِ الصلٰوة لِذِكْرِی۔ (الحکم ۱۰ راگست ۱۹۰۱ صفحہ ۳)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان رسوم وبدعات سے بچائے اور حقیقی عبادت بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ تقریر کے آخر پر خاکسار عبادت کے حقیقی مفہوم سے متعلق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس سنا کر اس مضمون کو ختم کرتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خدا میں گم اور محو تھے کہ آپ کی زندگی کے تمام انفاس اور آپ کی موت محض خدا کے لئے ہو گئی تھی اور آپ کے وجود میں نفس اور مخلوق اور اسباب کا کچھ حصہ باقی نہیں رہا تھا۔ اور آپ کی روح خدا کے آستانہ پر ایسے اخلاص سے گری تھی کہ اس میں غیر کی ایک ذرہ آمیزش نہ رہی تھی۔“

(ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۰۲)

پس ہزاروں ہزار درود و سلام ہو اس وجود پر کہ جس نے اپنی جان کو سخت ہلاکت میں ڈال کر ہمارے لئے نجات کی راہیں نکالیں۔ اے خدائے بزرگ و برتر تو آقائے دو جہاں پر ایسا درود و سلام بھیج کہ اس سے پہلے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اور

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا...

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

☆ ☆ ☆ ☆

افسوس! محترمہ انیسہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم درویش قادیان وفات پاگئیں

افسوس! محترمہ انیسہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب خادم درویش مورخہ ۲۰۰۰-۶-۹ کو وفات پاگئیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وفات سے ایک ہفتہ قبل دماغ کے اندر انجماد خون کی وجہ سے آپ کے دائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور ساتھ ہی زبان بند ہوگئی اور بے ہوشی کی حالت طاری ہوگئی جو لگاتار وفات تک جاری رہی اس دوران امرتسر بھی دکھایا گیا لیکن افاقہ کی کوئی صورت نظر نہ آئی بالآخر اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں بوقت وفات آپ کی عمر ۸۵ سال کے قریب تھی اگرچہ آپ کے بطن سے کوئی اولاد نہ تھی لیکن مکرم مولانا بشیر احمد صاحب خادم درویش کے بچوں کو جن کی حقیقی ماں محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ جو آپ کی وفات سے ٹھیک تیس سال قبل وفات پاگئی تھیں انہوں نے بہت محبت و شفقت سے پالا اور انہیں اپنی ماں کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔

آپ موصیہ اور پابند صوم وصلوٰۃ ملنسار اور مہمان نواز تھیں آپ کی نماز جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں پڑھائی اور بعد وفات آپ کی قبر پر دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ محترمہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں اپنے مقام قرب سے نوازے۔

افسوس کی اس گھڑی میں ادارہ بدر مکرم مولانا بشیر احمد صاحب خادم درویش اور آپ کے تمام پسماندگان بالخصوص آپ کے ہر دو بیٹوں مکرم منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر بدر و مکرم ظہیر احمد صاحب خادم مینیجر اخبار بدر سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔

(ادارہ)

طالبان دعا۔
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 بینٹنگ لین کلکتہ 700001
دکان- 248-5222، 248-1652
رہائش- 243-0794، 27-0471

ارشاد نبوی
خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى
سب سے بہتر زاد راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی